کفریات مرزا

کفریاتِ مرزا

از

اسرار احمد صاحب آزاد سابق مدیر "العزم"

مطبوعہ

آزاد پریس دہرہ دون

بار اول تعداد ایکہزار (۱۰۰۰) (قیمت ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک)

ملنے کا پتہ

افتخار احمد آزاد پریس دہرہ دون (یو۔پی)

انتساب

تحریک مرزائیت کی تغلیط و تردید میں ظفر الملت والدین حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب روزنامۂ "زمیندار" نے ابتدا ہی سے جس عزیمت و استقلال اور ایثار و استقامت کا اظہار فرمایا ہے اور مسلمانانِ ہند کو اس گم کردہ راہ جماعت کے دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے لئے جس جرأت و بیباکی کا ثبوت دے رہے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میری آرزو ہے کہ اپنی اس "حقیر کاوش" کو انہی کی ذاتِ گرامی سے منسوب کردوں

گر قبول افتد زہے عز و شانِ آرزو

عقیدت کیش
اسرار احمد آزاد
"سابق مدیر العزم"

دہرہ دون
۲۰- جون ۱۹۳۳ء

انتسا[ب]

محترمی وسلام علیکم :-

"کفریات مرزا" کا ترجمہ انگریزی اور عربی زبانوں میں ہونا چاہیے تا کہ مصر امریکہ اور یورپ وغیرہ میں اسے مفت تقسیم کرایا جا سکے اس کی کئی روایات [illegible] پر آپ مجھے معذور تصور فرمائیں گے

دیباچہ کا صفحی [illegible] ترتیب میں دفتری سے غلطی ہو گئی ہے بوقت مطالعہ مندرجہ ذیل ترتیب مدنظر رہے

(۱) "الف" (۲) ب (۳) ج (۴) د (۵) ہ (۶) و (۷) ز (۸) ح (۹) ط (۱۰) ی (۱۱) ک (۱۲) ل (۱۳) م

تحریک مرزائیت کی تن...

حضرت مولانا ظفر علی خا...

نے ابتدا ہی سے جس عزم...

اظہار فرمایا ہے اور مسلمانا...

دجل و فریب سے آگاہ...

ثبوت دے رہے ہیں...

ہے کہ اپنی اس "حقیر کاو... ...یل

گر قبول اُفتد زہے صد عز و شان ارزد

عقیدت کیش

اسرار احمد آزاد

"سابق مدیر "العزم

دہرہ دون

۲۰ - جون ۱۹۳۳ء

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ!

گورداسپور کے ضلع میں "قادیان" ایک غیر معروف اور ویران موضع تھا۔ اُس کی قسمت کا ستارہ چمکا۔ اور اُس میں میرزا غلام مرتضیٰ کے ہاں ایک لڑکا بنام سندھی بیگ پیدا ہوا۔ جو بعد میں میرزا غلام احمد کہلایا۔ اور اس نے اس گمنام بستی کی رونق بڑھا دی۔ وہ مقام جس کی نسبت خود اُس مولود مسعود کو الہام ہوا۔ کہ "اخرج منہ الیزیدیون" یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۷۳) وہاں کے پیدا شدہ مغل بچہ سے بعد میں بعض عقل کے اندھے برکتیں ڈھونڈنے لگے وہ مقام جہاں کسی کا گذر نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ نہ وہ کوئی مرکز علم تھا۔ نہ مرکز تجارت۔ نہ کوئی اور کشش ایسی تھی۔ کہ لوگوں کو دُور دراز سے کھینچ لائے۔ وہاں اس کثرت سے لوگ آنے جانے لگے کہ کثرت آمد و رفت سے راستوں میں عمیق گڑھے پڑ گئے۔ یہاں خدا نے اپنی تجلیات والہامات۔ اور مکاشفات کے دروازے اپنے ایک بندے پر کھول دئے۔ جس نے کہا کہ خدا نے میرے آنے کی خبر قرآن میں دی ہے۔ اور میری جائے ولادت کا بھی اس پاک کتاب میں ذکر آیا ہے۔ بلکہ قادیان کا لفظ قرآن میں موجود ہے۔ اور "انا انزلناہ قریبا من القادیان" کا ہاتھ لگا دیا۔ اس سے بڑھ کر اُس گاؤں کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی تھی۔ قادیان کو دارالامان کہنے لگے چنانچہ کسی منکر نے یہ شعر بھی لکھ دیا

شفائے ہر مرض در قادیاں است
شدہ دار الاماں کوئے نگارے

تھا تو وہ بقول خود "رئیس" اور "رئیس زادہ" بھی لیکن خدا جانے کیا ضرورت آپڑی کہ کچہری سیالکوٹ میں ایک نہایت ہی حقیر تنخواہ پر ملازم ہوگیا۔ اور بمشاہرہ پندرہ روپے ماہوار محرر مقرر ہوا۔ خدا کو منظور تھا۔ کہ سیالکوٹ کی سرزمین جہاں اور بہت سی باتوں کے لئے مشہور ہے۔ اُس کی شہرت کا ایک ذریعہ یہ بھی رہے۔ کہ صاحبِ الہام مکاشفہ اور مدعیٔ نبوت و رسالت جو اٹھا۔ اور اس نے ایک دنیا کی توجہ کو اپنی طرف مائل کرلیا۔ اپنی عمر کا ایک حصہ اس شہر میں بسر کرے۔ جس کٹیا کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے شرف بخشا۔ اور اس میں قیام فرمایا۔ وہاں اب امتدادِ زمانہ کے باعث اُلّو بول رہے ہیں۔ اور ابابیلوں کے گھونسلوں کے سوا وہاں کچھ بھی نہیں۔ یہ تاراج و برباد مکان اپنے بیکسی پر ماتم کناں ہے۔ غرض یہاں آپ کی تنخواہ بہت کم تھی۔ اور گزارا نہ ہوتا تھا۔ حُبِ جاہ کی اُمنگیں تھیں۔ اور ترقی کے ولولے مختاری کا امتحان دیا ناکام رہے۔ آخر جب دنیا نے ساتھ نہ دیا تو دین نے دستگیری کی۔ خدا نے ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ کا بھائی "میرزا امام الدین" "خاکروبوں" کا پیر بن بیٹھا۔ اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ خاکروب اُسے اُٹھائے اُٹھائے پھرتے تھے[1]

---

[1] صاحبزادہ اولو العزم و اولو الاقتدار میاں سید میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح بالقابہ فرماتے ہیں۔ کہ "میرزا نظام الدین اور میرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجے کے بے دین دہریہ طبع لوگ تھے" (سیرت مہدی ص۹۰) پھر فرماتے ہیں کہ ...... "یہی امام الدین ڈاکوؤں میں پکڑا گیا۔ حضرت (میرزا غلام احمد صاحب) صاحب فرماتے ہیں کہ پھر امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا آخر اُس نے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا۔ اور پکڑا گیا۔ مگر مقدمہ میں رہا ہوگیا حضرت صاحب فرماتے ہیں

اور آپ نے ایک اور سلسلہ شروع کر دیا۔ پہلے تو ایک طویل و عریض اشتہار دیا۔ کہ ہم حمایت دین متین میں ایک کتاب تصنیف کر رہے ہیں خریدار روپیہ پیشگی ارسال کر دیں۔ یہ آپ کی شہرت کی ابتدا تھی۔ اور انتہا تو وہ ہوئی۔ جس کے اظہار کے لئے ہم نے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے۔ آپ ملہم بنے۔ محدّث بنے۔ نبوت کا دعویٰ کیا۔ فرمایا کہ میں محمدؐ و احمدؐ ہوں۔ آدمؑ و نوحؑ ہوں۔ مثیل موسیٰؑ و ابراہیمؑ ہوں۔ عیسائیوں کے لئے مسیح موعود بنے۔ مسلمانوں کے لئے مہدی معہود۔ اور ہندوؤں کیلئے کرشن۔ پھر کچھ اور مدارج عالیہ طے کئے۔ خطبۂ الہامیہ میں اپنی شان یوں رقم فرمائی ہے۔ کہ مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو۔ اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں۔ جس کے ساتھ چھلکا نہیں۔ اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں۔ اور سورج ہوں جس کو دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو۔ جو میری مانند ہو۔ ہرگز نہیں پاؤ گے .... میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر بلندی ختم کی گئی ہے۔" اسی پر بس نہ کیا اور آگے بڑھے۔ خدا کا بیٹا بنے۔ خدا بنے۔ اور

(بقیہ حصہ ب) کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری وجہ سے ہی اُسے قید سے بچا لیا۔ ورنہ وہ خود کیا ہی تھا۔ ہمارے مخالف یہی کہتے۔ کہ ان کا چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ (سیرت مہدی ص۴۵) حضرت صاحب کی ذہنیت ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ کہ مخالف اب تو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کا چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے" مگر کیا کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اُن کا چچا زاد بھائی ایک دہریہ طبع بے دین تھا۔ اور ڈاکو تھا حضرت سلامت کی نظر میں ڈاکہ زنی باعث طعن اور موجب تشنیع نہیں۔ بلکہ صرف سزا پانے سے اُن پر الزام عائد ہوتا ہے۔ اللہ اللہ کیسا بلند خیالی ہے۔

ارض وسما پیدا کیئے۔ انبیا بچارے اُن کے مقابل کیا تھے۔ جہاں اُن کی گذر تھی۔ وہاں فرشتوں کے پر جلتے ہیں۔ غرض اس من چلے نے نبیوں کی توہین کی۔ اور علما کو گالیاں دیں۔ عیسائیوں مسلمانوں اور آریوں سب سے مناظرہ کا بازار گرم کیا۔ عمر بھر کسر صلیب کا ڈھول پیٹا۔ ہندوؤں کی بربادی کے خواب دیکھے۔ مسلمانوں کو ستایا اور پریشان کرتا رہا۔ بڑی بڑی تعلیاں کیں۔ اس ڈھب سے بہتیرے اُس کے دام تزویر میں آ پھنسے۔ بہت سی دولت بٹوری، آخر اس جہاں فانی سے چل بسا۔ اس کی داستان طویل بھی ہے۔ اور دلچسپ بھی۔ مگر یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں مختصر یہ کہ وہ ایک دنیادار شخص تھا۔ جھوٹ اس کی گھٹی میں تھا۔ گالیاں دینا اس کی عادت تھی۔ فحش گوئی اور سخت کلامی سے اس کی تمام تصنیفات آلودہ ہیں۔ شاعر بھی تھا مگر گھٹیا درجہ کا۔ اور عاشق مزاج بھی۔ اگرچہ اس کا عشق خام تھا۔ ہم اسے حرام سمجھتے ہیں۔ کہ بلا تحقیق کچھ منہ سے نکالیں۔ یا اپنی جانب سے کچھ افترا کر کے کسی کو مفت میں ملزم گردانیں۔ اسلیئے ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ حضرت میرزا کی اپنی تحریرات پر مبنی ہے۔ سچی اور تلخ باتیں ہیں۔ جنہیں کوئی غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ سچائیاں ہیں۔ جو جھٹلائی نہیں جا سکتیں۔ اور یہ سب الزامات نہیں۔ بلکہ حقائق ہیں۔ ثابت شدہ امور ہیں۔ اور ہر کہ ومہ پر روشن ہیں۔ ہم بفضل خدا میرزا صاحب کے الفاظ سے یہ ثابت کریں گے باوجود استطاعت و توفیق کے آپ نے فریضہ حج بھی ادا نہ کیا۔ ملائکہ سے انہیں انکار معراج کے وہ منکر۔ غرض انکی زندگی پر غور کرنے کے بعد من وجہ البصیرت یہی فیصلہ دینا پڑتا ہے کہ غالباً میرزا صاحب کے خیالات ...... ملحدانہ تھے خدا پر انہیں یقین تھا نہ انبیا پر ایمان۔ آپ نے خدا سے ٹھٹھا کیا۔ مذہب کی خاک اڑائی۔ اور بتایا کہ اس طرح نبی بنتے ہیں۔ جہلا کے دینی جوش و خروش سے فائدہ اٹھا کر دنیا کمائی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب اپنی تصنیف تفسیر القرآن اردو صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب ایک دنیادار تھے۔ آپ کو روپیہ کا بڑا لالچ تھا .... کہیں مینارہ کا چندہ کہیں

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کیلئے جائداد متوفی کا نواں حصہ۔ کہیں سلسلہ تصنیف تالیف کے واسطے چندہ کی مانگ۔ الغرض طرح طرح کے حیلوں سے آپ روپیہ بٹورا کرتے تھے۔ پلاؤ۔ قورمہ روغن یاقوتی وغیرہ مستلذات سے عیش اُڑاتے تھے۔" میرزا صاحب مخالفین کے اعتراضات کو بدین الفاظ دُہراتے ہیں۔ کہ "میری روح میں بجز شرارت اور بدی اور بدکاری اور نفس پرستی کے کچھ نہیں۔ اور محض دنیا کے ٹھگنے کے لئے میں نے یہ دوکان بنائی ہے" اور حقیقت میں مخالفین کے یہ اعتراضات بالکل بجا اور درست ہیں۔ کیونکہ میرزا جی اوائل میں عسرت اور تنگ حالی کے باعث نہایت سراسیمہ و حیران تھے۔ اور انہیں اس سے بہتر اپنی حالت کا سدھار اور مالی مشکلات کا حل نظر نہ آیا کہ دعویٰ نبوت کریں۔ اور ہم کسی غیر کے قول کو بطور سند کیوں پیش کریں جب کہ میرزا جی کے اپنے الفاظ سے ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:)

"جب میں نے براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف تھی تو مجھے یہ مشکل پیش آئی۔ کہ اسکی چھپوائی کیلئے کچھ روپیہ نہ تھا۔ اور میں ایک گمنام آدمی تھا" (حقیقت الوحی ص ۳۳۶)

یہ تھا بے روزی اور مفلسی کا عالم۔ اور اس طرح ناداری سوہانِ روح ہو رہی تھی جب شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی۔ الہام ہوا تو آپ کو "یہ فکر پیدا ہوئی کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دونگا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں۔ اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکونگا"۔ (حقیقت الوحی ص ۲۳۶)

اور پھر فرماتے ہیں کہ:-

"جب مجھے یہ خبر دی گئی۔ کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے۔ تو بوجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا۔ اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہی کی زندگی سے وابستہ تھے .... اسلئے خیال گذرا۔ کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا۔ کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے۔ اور یہ سارا خیال

پایا جائے۔ جو شاعر ہو۔ اور صحیح عقائد نہ رکھتا ہو تو بیشک باب نبوت بند نہیں ہوا۔
اور میرزا جی نبئ برحق ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا بجا ہے۔ کہ:۔

"آسمان سے کئی تخت اُترے۔ مگر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"۔

لیکن اگر یہ سب امور منافئ نبوت ہیں۔ تو مرزائی دوست از راہِ عقیدت جناب میرزا کو جو چاہیں مان لیں۔ انہیں اختیار ہے۔ مگر ہم تو مان نہیں سکتے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ نبوت کوئی اکتسابی شے نہیں۔ کہ انسان ریاضت و عبادت کر کے اور تقویٰ و پارسائی کی راہ پر گامزن ہو کر اُسے حاصل کر لے۔ بلکہ یہ محض فضلِ ربّی ہے۔ جس زمانہ میں خدا کسی نبی کی ضرورت سمجھتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ یہ عہدۂ جلیلہ مرحمت فرماتا ہے مگر میرزا صاحب نرالے نبی تھے۔ کہ بقولِ خود عشقِ رسول میں ترقی کر کے آخر نبی بن گئے اسکے علاوہ نبوّت براہ راست خدا تعالےٰ سے ملتی ہے۔ یہ دادِ الٰہی ہے۔ اور کسی بشر میں ہر چند کہ وہ نبی ہو۔ یہ قدرت نہیں۔ کہ وہ نبی پیدا کر دے۔ مگر میرزا صاحب کہتے ہیں۔ اور اس سے انہیں جاہل مسلمانوں کو دھوکا دینا اور اُمتِ مرحومہ کا دل لبھانا مطلوب ہے کہ میں مستقل نبی نہیں۔ آنحضرت کا عکس اور سایہ ہوں۔ انہیں کے فیضان سے میں نے نبوّت حاصل کی۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک قسم کی نبوّت ختم نہیں وہ نبوّت جو اسکی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوّت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعے سے ہے۔ اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے" (چشمہ معرفت ص ۳۲۴)

نبوّت کی یہ قسم نہ قرآن سے ثابت ہے۔ نہ حدیث سے نہ آنحضرت ہی کو نبوت بخشنے کا ادعا ہے۔ اور نہ عقل سلیم ہی اسے قبول کرتی ہے۔ مگر میرزا جی کو اس سے کیا واسطہ۔ انہیں تو بہر کیف نبی بننا تھا حقیقی نہیں۔ تو بروزی ہی سہی۔ اور یہ منصب خود ایجاد کر لیا۔ بعد یہ بھی تو ایک راز سربستہ ہے کہ اس ظلی اور طفیلی نبی کے جی میں کیا آیا۔ کہ مستقل نبیوں کے

منہ آنے لگا۔ اور اُن سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہونے کا دعویٰ کیا کیسی کیسی لن ترانیاں ہانکیں۔ مگر سمجھنے والوں نے سمجھا۔ کہ اب یہ انتہائی بلندیوں سے سر کے بل آرہیگا ؎

گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے
موت آئی ہر سر چڑھتا ہی دیوانہ ہوا ہے

میرزا صاحب کی نسبت یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ آپ مثیلِ مسیح ہونے کے مدعی تھے اور فرماتے تھے۔ کہ "میں مسیح ناصری سے شان میں بڑھ کر ہوں" کہ جناب مسیح کا احیائے موتیٰ پر اعجازی قدرت رکھنا مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کے نزدیک مسلّم ہے۔ قرآن پکار پکار اُن کی شان میں "یُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ" کہہ رہا ہے۔ لیکن میرزا صاحب کے فیضان سے تو کوئی بیمار بھی اچھا نہ ہوا۔ مردوں کو جلانا تو درکنار ہاں ان کی برکت سے اموات بہت واقع ہوئیں۔ اور اس اعتبار سے ہم انہیں ایسا ہی مانتے ہیں جو ظلمت دہلاکت موت اور بربادی اپنے ساتھ لایا۔ خود بھی فرماتے ہیں۔ کہ "طاعون میرے دعویٰ کی صداقت کیلئے خدا نے بھیجی ہے"۔ مسیح جو احیا سے ثابت کرتا تھا۔ وہ جناب میرزا اماتت سے کرتے تھے۔ آپ کی معاون و مددگار وبائے طاعون نے کتنے گھر ویران کئے۔ اور کتنی جانیں تلف کیں۔ فرماتے ہیں: "حمامتہ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شایع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گیا"۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۲۴) پھر آپ نے کتنوں کو ہلاک کیا۔ اور کسقدر لوگ تھے جن کی نسبت موت کی پیشگوئیاں کیں۔ لیکھرام مرا تو آپ کا مارا۔ ڈوئی کا کام تمام گیا تو آپنے۔ احمد بیگ بھی اس جہان فانی سے گذر گیا۔ تو ذاتِ شریف کی بدولت۔ چراغدین جمی آپ ہی کی نیم نگاہی کا شہید ہوا۔ غرض ہم کس کس کا نام لیں یہ مارا وہ مارا کا ایک شور تھا۔ کہ آپ نے بیمار کھا۔ پیسہ اخبار کے مدیر نے بمنت کہا۔ کہ "خدا کیلئے مجھے کچھ اور دن زندہ رہنے دیجئے" (اشاعت السنتہ) اور میرزا صاحب

بجلی کی طرح چمک کر ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا" (حقیقت الوحی صفحہ ۲۱۰)

میرزا جی پھر اپنی ابتدائی حالت اور حاجت و افلاس اور دعوئے نبوت کے بعد امارت و خوشحالی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں کہ

"ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا۔ اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا۔ اور میں ایک گمنام انسان تھا۔ جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ اور بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا۔ اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی۔ کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس لفظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اسقدر بھی امید نہ تھی۔ کہ دس۱۰ روپے ماہوار بھی آئیں گے۔ مگر خدا تعالے جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے"۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۱۱)

بھلا اس سے بڑھ کر فاقہ مستی کا کوئی موثر علاج تھا؟ اور تھا کوئی اور ذریعہ جس سے یوں مال و دولت جمع ہو سکتی۔ آخر یہی افسون چلایا۔ جو ناواقفوں پر کام کر گیا۔ انہیں مسحور کر لیا۔ اور وہ بندہ بیدام بن گئے۔ پھر کیا تھا۔ میرزا جی خود ہی فرماتے ہیں کہ:۔

"نقد اور جنس ہر قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا"۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۵)

قصہ کوتاہ میرزا جی کی تنگی آسائش سے بدل گئی۔ مالی فتوحات ہونے لگیں وہ دونوں ہاتھ پسار کر طلب زر کرتے اور کوتاہ نظر بے سمجھ مرید جھولیاں بھر بھر کر دیتے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

مجھکو مکان فراخ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے "جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد بہم پہنچا ہیں" (اشتہار مورخہ ۱۷ فروری ۱۸۹۷ء)

ان حالات میں ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ الزامات محض غلط اور سراسر بے بنیاد تھے۔ کہ براہین احمدیہ کی قیمت وصول کر کے کھالی۔ "رسالہ سراج المنیر" کے نام سے چودہ سو روپیہ اڑایا۔ منارۃ المسیح کے نام کھایا۔ بہشتی مقبرہ اور لنگر خانہ کے نام سے ہضم کر گئے۔ مگر جب عدالت میں پوچھا گیا۔ تو کہا۔ کہ میں بنیوں کی طرح حساب نہیں رکھتا۔

خیر یہ تو مال و دولت اور حصول آرام و آسائش کی باتیں ہیں۔ اور ان کی طمع دنیا اور حرص پر دلالت کرتی ہیں۔ کوئی زر پرست ہو۔ بلا سے ہوا کرے۔ لیکن وہ دنیا کی عاقبت تو تنگ نہ کردے۔ اور لوگوں کیلئے پیغام اجل تو ثابت نہ ہو۔ گالیاں دینے والا نہ ہو۔ اور اس کے منہ سے غلاظت تو نہ نکلے۔ کیا یہ بھی خصوصیات نبوت ہیں۔ مگر نہیں ہم بھول گئے ہمیں کیا حق ہے۔ کہ جناب میرزا کے قول و فعل پر معترض ہوں۔ اور حجت بڑھائیں اُن کے تو ماشا اللہ اگلے پچھلے گناہ خداوند غفور الرحیم نے بخشدئے۔ پھر جنہیں دست قدرت نے مٹادیا۔ اور جو خدا نے بھلا دئے۔ ہم اُن کا ذکر کیوں کریں۔ الہام ہوتا ہے :-

"اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک" یعنی اے میرزا جو چاہے سو کر ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے (براہین احمدیہ صفحہ ۵۶۰)

اوّل اوّل تو بعض برگزیدہ اشخاص کو بھی دھوکا ہوا۔ لیکن آخر سب نے اس کی حقیقت کو معلوم کر لیا۔ مسلمانوں نے اُسے دجال کے نام سے منسوب کیا۔ عیسائیوں نے کہا کہ یہ جھوٹا نبی ہے۔ آریوں نے اس کو فریبی جانا۔ اور ان سب نے مل کر اس کی خوب ہی تواضع کی۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے کچھ ناروا کام نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ شخص نبی ہو سکتا ہے۔ جو خدا کے سچے نبیوں کی اہانت کرے۔ جھوٹ بولے اور خیانت کرے۔ بد زبان ہو۔ خدا پر افترا۔ اور اُس کے نام پر الہامات شائع کرنے والا ہو۔ جس کی پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ جس کے الہامات جھوٹے ثابت ہوں۔ حُب دنیا رکھتا ہو۔ وعدہ خلاف اور تارک فرائض ہو۔ جس کے کلام میں اختلاف و تناقض

وہ خود ملزم ٹھیرتے ہیں۔ اس معقولیت پر انہیں غرہ ہے، جو قسامِ ازل نے مرزائیوں کے حصہ میں بہت ہی کم دی ہے۔ ان کا مبلغِ علم چند خرافات کچھ الٹی منطق۔ اور بعض سطحی باتوں کے سوا کچھ نہیں۔ اور خدا گواہ ہے کہ کسی مرزائی دوست سے دلائل اور براہین کا نام اور معقولیت کا دعوی سُنکر مارے ہنسی کے ہمارے پیٹ میں بل پڑجاتے ہیں ہم نے تو ان کی ایک بھی عقل کی بات نہ دیکھی نہ سُنی ے

نازہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

ان اوراق میں ہم نے میرزا جی کی تصنیفات سے ان کا مقام۔ اُن کے عقائد۔ اُن کی پیشگوئیاں نکال کر جمع کر دی ہیں۔ تاکہ انہیں کے الفاظ میں ان کی سیرت ناظرین پر منکشف ہو جائے۔ اُمید ہے کہ مرزائی دوست بھی خوش ہوں گے۔ کیونکہ ہم حضرت جناب میرزا کے اقوال اور اُن کے الہامات پیش کرتے ہیں ہم انہیں کے مبلغ ہیں ان معنوں میں نہیں کہ اُنکے مطبخ یا مہمان خانہ سے کھانا کھاتے ہیں۔ نہ اس حیثیت سے کہ ان کی مشن سے تنخواہ پاتے ہیں۔ بلکہ اسلئے کہ اُن کے حالات و خیالات کو مفت میں شہرت دیتے ہیں اور اُن کے اس الہام کو پورا کرنے میں بدل و جان معاون ہیں

"میں تجھے زمین کے کناروں تک شہرت دونگا"
(ازالہ اوہام صـ۶۳۴)

ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

اور اسی غرض سے ہم نے میرزا جی کے اقوال بے ربط بغیر طویل حاشیوں کے مرتب کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دئیے ہیں کہ رسالہ طول نہ پکڑ جائے۔ اور مبادا اس کی تطویل باعث پریشانی اور اسکی ژولیدگی موجب کوفت ہو کر عوام کو اس دنیا دار شیخ چلی" کے الہامات و دعاوی۔ عقائد و تعلیات۔ تمرد و تفاخر اور عجائبات پر مطلع نہ ہونے دے مرزائی تو کسی کی سنتے ہی نہیں جو سبق انہوں نے اپنے پیر و مرشد اور استاد ازلی

سے پڑھا ہے۔ وہ کچھ ایسا ذہن نشین ہو چکا ہے۔ کہ کبھی بھولنے کے نہیں۔ جو کچھ بڑے میاں فرما گئے۔ اس سے سرِ مُو تفاوت کو کفر جانتے ہیں۔ اور محبت و عقیدت میں ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ بس یہی شعر اُن کے وردِ زبان ہے ؎

بے سجّادہ رنگیں کُن گرت پیرِ مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز رسم و راہِ منزلہا

چنانچہ میرزا جی کے ایک مخلص مرید مولوی عبدالمجید صاحب اس اندھی تقلید کا اظہار اپنے اس خط سے کرتے ہیں۔ جو ہم نے "النجم الثاقب" سے نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:-

"میرا دل حضرت میرزا صاحب کی باتوں کو قبل اسکے کہ مجھکو علم ہو۔ مان گیا۔ کتاب ور رسائل تو بعد کو دیکھتا رہا۔ جس سے ایمان بڑھتا گیا۔ اب اگر دلیل کی رُو سے میرزا صاحب کا ناحق پر ہونا کوئی ثابت کر دے۔ تو دل سے وہ یقین جو پہلے ہو چکا ہے مٹ نہیں سکتا.....

......لہٰذا اگر آپ کی یہ نیّت ہو۔ کہ میرے خط کے جواب میں میرزا صاحب کا ناحق پر ہونا بذریعہ دلیل ثابت کر کے بھیج دیں تو فضول ہو گا۔ کیونکہ دل کو منوانا مشکل ہے"

پس ایسے لوگوں کی حالت تو نہایت قابلِ رحم ہے۔ وہ کفر اور گمراہی کے تاریک گڑھوں میں پڑے ہیں۔ اور اپنے زعمِ باطل میں یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ ہم فلک نشین ہیں۔ ہلاکت کی راہ پر گامزن ہیں۔ اور عاقبت نااندیش خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم راہِ راست پر ہیں گو ایسے بیمار ہیں کہ بیکسی ان کے سرہانے کھڑی رو رہی ہے۔ اور خود موت ان کا ماتم کرتی ہے لیکن وہ خوش ہیں۔ اور اپنے مرض الموت سے واقف نہیں نہیں جانتے ہیں کہ حالت کہاں تک بگڑ چکی ہے۔ اور فی الحقیقت ان میں سے اکثر پر غفلت نہیں۔ غشی طاری ہے ایسے لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ہدایت پائینگے۔ تو ذرا مشکل ہے۔ مگر پھر بھی ممکن ہے کہ انمیں سے کوئی سعید روح ہو۔ جو میرزا جی کی ان ہزلیات۔ لغویات۔ خرافات۔ ہذیانات۔ کلام متناقض۔ عبارات متخالف۔ تاویلات بعیدہ۔ و رکیکہ۔ خیالات واہیہ۔ ناشائستہ و ناپسندیدہ طرزِ کلام پر اطلاع پا کر تائب ہو۔ لیکن یہ رسالہ خاصکر عام مسلمانوں کیلئے لکھا گیا ہے۔ تاکہ وہ جناب میرزا کے گلدستہ لغویات کو دیکھیں۔ انکے

خود فرماتے ہیں۔ کہ "میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا۔ تو وہی مارا گیا۔ جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا" (سرورق حقیقت الوحی) پھر انگریزی زبان میں الہام ہوتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ "خدا دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے تمہارے ساتھ ہے"۔ واہ رے ہلاکو خاں۔ تیرے فیض سے تو خدا کی مخلوق کا خاتمہ ہی ہو چلا تھا۔ کیا سچ کہا ہے۔ کہ :۔ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے معدنیات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور اسقدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اور اس شدت سے وقوع میں آتے ہیں۔ کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانے میں نہیں پائی جاتی (حقیقت الوحی ص ۱۹۹) پھر اور فرماتے ہیں "کہ میں نے مولویوں کا نام لے کر بلایا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی ان میں سے مباہلہ کرے۔ تو میں یہ دعا کروں گا اُن میں سے کوئی اندھا ہو جائے۔ اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ۔ اور کسی کی موت سانپ کاٹنے سے ہو۔ اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے۔ اور کوئی بے عزت ہو۔ اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے (حقیقت الوحی ص ۳۰) جو بچ گیا وہ اپنے بخت کی یاوری پر شکر خدا کرے۔ ورنہ میرزا صاحب نے تو وہ بازار موت گرم رکھا کہ آخر کار ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے مجبور ہو کر یہ حکم دیا۔ کہ آیندہ لوگوں کی موت اور جسمانی تکلیف کی پیشگوئیاں شایع کرنا بند کر دو۔ ہمیں تو جناب میرزا کی یہی امتیازی خصوصیت اور مسیح پر فضیلت کی وجہ نظر آتی ہے۔ سچ ہے۔ ع

"زندوں کے مارنے کو مسیح زماں ہوئے"

سوائے اس میدان ہلاکت کے میرزا جی کو ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لیکن لطف یہ ہے کہ وہ اپنی شکست اور ہزیمت پر اسقدر ناز کرتے ہیں کہ کیا کوئی بندۂ خدا اپنی فتح و نصرت پر کریگا۔ جہاں منہ کی کھائی رسوائی ہوئی جھٹ اپنی فتح کا ترانہ بلند کیا اور نہ ماننے والونکو گالیاں دیں۔ ورنہ واقعات پر نظر کر کے کوئی صاحب فہم یہ نہیں

کہہ سکتا کہ میرزا جی اس مشن میں کامیاب ہوئے۔ جو بروایاتِ اسلامی مسیح موعود کو انجام دینا تھا۔ ان کی کوشش سے کتنے کافر مشرف باسلام ہوئے۔ اور کسقدر اہلِ کتاب ان پر ایمان لے آئے۔ بلکہ آپ نے تو چالیس کروڑ مسلمانانِ عالم میں چند ہزار کے سوا جو آپ کے حلقۂ ارادت میں آگئے۔ سبکو کافر بنا دیا کسرِ صلیب کا آپ نے بہت ڈھول پیٹا مگر بے کار و بے سود کتنی صلیبیں آپ نے توڑیں۔ کونسا گرجا مسمار کرایا۔ کتنے عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ عیسائی مناظروں کے ہاتھ میرزا جی نے ایسے مضبوط کر دئیے۔ کہ وہ آپ کے ممنون ہیں۔ عیسائیوں پر مسلمانوں کی طرف سے جو اعتراضات تھے۔ وہ سب کے سب آپ نے اپنی ذاتِ شریف پر چسپاں کرا لئے۔ اور اہلِ کتاب کے سامنے بجز شرم اٹھانے یا چپ رہنے کے کوئی چارہ نہ رہا۔ عیسائی اگر حضرت مسیح کو "ابن اللہ" کہتے ہیں۔ تو بڑے میاں نے اپنے تئیں "ولد اللہ" کہا۔ وہ اگر تثلیث کے قائل ہیں۔ تو انہوں نے بھی ایک پاک تثلیث ایجاد کر لی۔ بلکہ خدا کی بیوی بن بیٹھے پھر ایک اور عنایت کی۔ کہ خلافِ قرآن حضرتِ مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اور اس طرح سے گویا قرآن کی تکذیب اور انجیل کی تصدیق کی۔ اور جمہور اہلِ اسلام کے عقیدہ کیخلاف مسیح کی موت کے قائل ہوگئے یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ انہیں کی بدولت عیسائیوں نے آپ کی جان بخشی کی۔ اور آپ سے گالیاں کھا کر خوش ہوتے رہے۔ اور پھر جو آپ نے محلہ یار خان سری نگر میں مدفنِ مسیح کی تلاش میں خاک چھانی اور ایک دنیا کو اپنے آپ پر ہنسایا۔ یا کبھی کھسیانا ہو کر حضرت مسیح کو بے حیائی سے گالیاں دیں تو کیا اس سے صلیبیں ٹوٹ گئیں۔ اور عیسائیوں پر آپ نے فتح پالی۔ آخر وہ کیا بات ہے جس پہ احمدی حضرات کو ناز ہے میرزا جی کے ان خیالاتِ پریشان پر جنکی روشنی بمصداق

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

باب (۱)

الہامی عجائبات

ذیل میں ہم جناب میرزا کے عجیب و غریب دعاوی جو الہام الٰہی پر مبنی ہیں۔ درج کرتے ہیں۔ ہم تو دم بخود ہیں۔ مگر ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔ کہ یہ کسی باخدا سنجیدہ انسان کا کلام ہے۔ یا کسی مجذوب کی بڑ الہامات ہیں یا احلام اور حدیث النفس۔ میرزا عین اللہ۔ زمین و آسمان کا خالق خدا بھی اور خدا کا باپ بھی۔ خدا کا بیٹا بھی اور خدا کی بیوی بھی اور پھر (عیاذاً باللہ) خدا اُن سے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمائے۔ الٰہی توبہ میرزا خدا کا شریک و ہمراز۔ وہ نہ ہوتا تو زمین و آسمان نہ ہوتے۔ رحمۃ اللعالمین۔ نبیوں کا چاند غرض ؎

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا تھا ہزاروں میں
ستمگاروں میں عیاروں میں دلداروں میں یاروں میں

فرماتے ہیں۔ میں مسلمانوں کا امام بن کر آیا ہوں۔ آدمؑ خلیفۃ اللہ میں ہوں۔ نوحؑ میرا نام ہے موسٰیؑ و عیسٰیؑ میں ہوں۔ محمدؐ و احمدؐ ہوں۔ زندہ علیؓ ہوں حسنؓ و حسینؓ ہوں ہندوؤں کیلئے کرشن ہوں۔ برہمن اوتار ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گردش کرنے والے آسمان نے بھی اتنے چکر نہ کاٹے ہونگے۔ نہ کسی گرگٹ نے اتنے رنگ بدلے ہوں گے۔ جتنے مرزا جی نے بدلے۔ لیکن ہم تو یہی کہتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

خدا قادیان میں

"خدا قادیان میں نازل ہوگا"۔ (البشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶)

میرزا خالقِ ارض وسما

"میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ اور میں نے یقین کیا کہ میں وہی ہوں اُسی حال میں "میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ ہم کوئی نیا نظام دنیا کا بنا دیں۔ یعنی نیا آسمان اور نئی زمین" بنا دیں۔ پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی تفریق وترتیب" نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جُدائی کر دی۔ اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو "مرتب کردیا۔ اور میں اس وقت اپنے آپکو ایسا پاتا تھا۔ گویا میں ایسا کرنے پر قادر" ہوں پھر میں نے ورلا (یعنی اوپر والا) آسمان بنایا۔ اور میں نے کہا اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ۔ پھر میں نے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴، ۵۶۵ ملخصاً)

میرزا باعثِ تکوینِ روزگار

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اے میرزا اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۹۹)

میرزا خدا کی توحید و تفرید

اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ تَوۡحِیۡدِیۡ وَتَفۡرِیۡدِیۡ" اے میرزا تو مجھے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید (حقیقت الوحی ص ۸۶)

میرزا خدا کا باپ

لڑکے کے تولد ہونے کی پیشگوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ "فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ"

یعنی وہ لڑکا ایسا ہو گا۔ جیسا کہ خدا خود آسمان سے اُتر آیا (ازالہ اوہام ص ۱۵۶)

میرزا خدا کا بیٹا[1]

"اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ وَلَدِیۡ" اے میرزا تو مجھے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶)

"اِسۡمَعۡ وَلَدِیۡ" اے میرے بیٹے سن (البشریٰ جلد اول ص ۴۹ بحوالہ مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۲۳)

---

[1] عیسائی مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں لیکن یاد رہے کہ ابن ابنیت اور اسکے تمام مشتقات مجازانہ کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثال کے طور پر یہ دو الفاظ "ابن الوقت" اور "ابن السبیل" پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اور عیسائیوں کا عذر یہ ہے کہ ابن اللہ سے یہ مراد ہے کہ مسیح کو خدا کیساتھ ایک ایسا تعلق ہے۔ جو مجاز کے طور پر اور روحانی اعتبار سے ابنیت کے نام سے موسوم ہے جیسا کہ مولانا روم نے بھی فرمایا ہے ع اولیا اطفال حق اند اے پسر مگر یہاں میرزا جی خود کو "ولد اللہ" کہتے ہیں۔ حالانکہ لفظ ولد اور سب الفاظ جو اس سے مشتق ہیں مثلاً والد۔ مولود۔ تولید میلاد ولادت وغیرہ حقیقی پیدائش کا مفہوم رکھتے ہیں۔ گویا میرزا جی خدا کے صلبی اور حقیقی بیٹے ہیں اور یہ کفر ہے۔ اس لئے قرآن پاک نے جہاں خدا کے بیٹا ہونے کی تردید کی ہے

میرزا خدا کی بیوی

میرزا صاحب کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب اپنے ٹریکٹ ۳۴ موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتے ہیں :"حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا" نعوذ باللہ۔

میرزا کا حیض

بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پاوے۔ مگر خداتعالیٰ تجھے اپنے الہامات دکھائیگا۔ جو متواتر ہونگے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ بن گیا ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی صہ ۱۴۳)

(حاشیہ بقیہ صفحہ نمبر ۲۳) یہ الفاظ استعمال کئے ہیں لم یلد ولم یولد "کہ نہ کسی نے اسکو جنا۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ نہ وہ کسی کا والد ہے۔ اور نہ مولود۔ اس صریح نص قرآنی کے خلاف میرزا جی کو الہام ہوتا ہے۔ کہ اے میرے جنے ہوئے میری بات سُن۔ اب ظاہر ہے کہ یہ اس خدا کا کلام تو ہو نہیں سکتا۔ جو سورہ اخلاص میں اپنی شان "لم یلد ولم یولد" کے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ بلکہ جس طرح ان دو الہامات میں بعد المشرقین ہے۔ اسی طرح اُن کے الہام کرنے والے بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک الہام ربانی ہے۔ اور دوسرا القائے شیطانی مرزائی بھائیو اکس منہ سے عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہو کہ وہ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو تمہیں نظر آجاتا ہے مگر اپنی آنکھ کے شہتیر کی خلش تمہیں نہیں ہوتی۔

میرزا کو دردِ زہ

اور پھر مریم کو جو مراد اِس عاجز سے ہے۔ دردِ زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی (کشتی نوح صفحہ ۴۷)۔

میرزا کا استقرارِ حمل

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۶-۴۷)

میرزا خدا کے پانی سے[1]

"اَنْتَ مِنْ مَّائِنَا" اے میرزا تو ہمارے پانی سے ہے۔ (انجام آتھم صفحہ ۵۵)

---

[1]۔ میرزا جی فرماتے ہیں۔ کہ "بعض پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہوتی ہے سمجھ میں نہیں آتے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۰) اسی طرح براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ پر یہ الہام لکھا ہے۔ رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج۔ جس کے معنی میرزا جی پر نہیں کھلے۔ پھر عبرانی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ اور جناب ملہم علیہ السلام اسکے مطلب پر مطلقاً مطلع نہیں ہوتے۔ (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶) اس کے علاوہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ الہامات کے الفاظ مستعملہ کا مفہوم مجہول ہوتا ہے۔ اور اسکی تفہیم کیلئے کتب لغت کی مدد لینی پڑتی ہے لیکن بسا اوقات لغت بھی کچھ مدد نہیں دے سکتی۔ کئی پیشگوئیاں اور الہامات ایسے ہوتے ہیں جنکا حقیقی مفہوم کچھ اور ہوتا ہے۔ اور میرزا جی کچھ اور سمجھ لیتے ہیں (ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۸) اسلئے لازم نہیں۔ کہ ہر حالت میں میرزا جی کی تشریح درست اور صحیح تسلیم کر لی جائے۔ پس یہاں جو لکھا ہے۔ کہ اے میرزا تو میرے پانی سے ہے ہماری سمجھ میں تو اس کے یہ

مرزا کی پاک تثلیث لہ

ہم دونوں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا صاحب) کے روحانی قوائے میں ایک خاص طور پر خاصیت رکھی گئی ہے۔ جسکے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے ...... اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے ...... اور یہی پاک تثلیث ہے (توضیح مرام ص۱۱)

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۵) معنی ہیں کہ اے مرزا تو میرے نطفہ سے ہے۔ اور ایسا سمجھنے کیلئے ہمارے پاس زبردست قرینہ ہے کیونکہ مرزا جی خدا کی بیوی بنے۔ انہیں حیض آنے لگا۔ استقرار حمل ہوا۔ دردِ زہ نے بے چین کر دیا۔ بچہ جنے۔ خدا تعالے نے معاذ اللہ اُن سے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا جب یہ سب باتیں سچ ہیں۔ تو نطفۃ اللہ ہونا کونسا دشوار ناقابلِ قبول اور خلافِ عقل امر ہے کہ کوئی مرزائی برہم ہو۔ ناک بھنویں چڑھائے۔ یا شرمندہ ہو۔ ہاں اگر کہا جائے کہ یہ سب استعارات ہیں۔ اور روحانی اور مجازی اعتبار سے یہ سب کچھ کہا گیا ہے۔ تو چلو ہمیں اس میں اصرار نہیں۔ ہم بھی مرزا جی کو مجاز کے رنگ میں نطفۃ اللہ کہتے ہیں

لہ عیسائیوں کی تثلیث کے مقابل جناب مرزا نے بھی ایک تثلیث ایجاد کر لی ہے۔ جسے وہ پاک تثلیث کہتے ہیں۔ اگر تثلیث کو کفر سمجھا جائے۔ تو مرزا جی کا یہ ایک پاک کفر ہے۔ سبحان اللہ۔ اُن کے منہ سے کفر بھی پاک ہو کر نکلتا ہے۔

ہم بات بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

میرزا خدا کا شریک و ہمراز

اے میرزا تو میرے ساتھ ہے۔ اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بھید میرا بھید ہے (انجام آتھم ص۵۹)

اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِیَ آسمان و زمین تیرے ساتھ ہے۔ جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہے (حقیقت الوحی ص۷۵)

"اَنْتَ مُرَادِی وَمَعِیَ" اے میرزا تو میری مراد ہے۔ اور میرے ساتھ ہے (انجام آتھم ص۵۵)

"اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتُ" خدا تیرے ساتھ ہے۔ خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہوتا ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص۹۷)

میرزا کا ہاتھ خدا کا ہاتھ

وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے (حقیقت الوحی ص۸۰)

میرزا ممدوح خدا

یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ ۔ اے میرزا خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے

میرزا مغفور

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُہَا الْخَلْقُ نَحْنُ اَوْلِیَاءُ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ۔

تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جسکو دنیا نہیں جان سکتی۔ ہم تمہارے متولی اور متکفل دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں۔

وَكُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ مَنْ عَادٰى وَلِيًّا لِّيْ فَقَدْ اٰذَنْتُ لِلْحَرْبِ

اور جن سے تو محبت کرے میں محبت کرتا ہوں۔ اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے
میں لڑنے کے لئے متنبہ کرتا ہوں

اِنِّيْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ يَّلُوْمُ وَاُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ

میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور اس شخص کو ملامت کرونگا۔ کہ اسکو ملامت کرے۔ اور تجھ کو وہ چیز دونگا۔ جو ہمیشہ رہے گی (حقیقت الوحی ص۸۶-۸۷)

میرزا نبیوں کا چاند

یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَاءِ نبیوں کا چاند آئے گا۔ (انجام آتھم ص۵۵) (جل شانہ)

تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے۔ کہ بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالیگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ[1] تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے (حقیقت الوحی)

---

[1] میرزا جی تو اس جہاں سے گزر گئے۔ ورنہ ہم ان سے پوچھتے۔ کہ کس بادشاہ نے آپکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈی کہیں وہ والئے دولت خداداد افغانستان ہی نہ ہو جس نے آپکے مریدوں کو سنگسار کرا دیا۔ اور آپکو آنسو بہانے پڑے۔ تذکرۃ الشہادتین لکھنی ہوئی آپکی امت میں آج تک اُن کا ماتم بپا ہے۔ اور ابھی تھوڑے دن ہوئے امیر امان اللہ خان غازی کے حکم سے ایک مرزائی مارا گیا۔ آخر اس آباد دنیا کے طول و عرض میں وہ کونسا بادشاہ ہے جسکے دل میں میرزا جی کی محبت ڈالی گئی اور وہ ان سے برکت ڈھونڈنے آیا ہوگا۔ کوئی بے ملک نواب غیر ممتد ترکوں نے آپکی طرف مطلق التفات نہ کیا عرب کی سرحد کو بھی آپ چھونے نہ پائے۔ بلکہ موت کے ڈر سے آپکو فریضہ حج ترک کرنا پڑا۔ کسی آزاد اسلامی سلطنت میں جا کر آپکو تبلیغ کرنیکی جرأت نہ ہوئی۔ مسلمان والیان ریاست نے بھی آپکو قبول نہ کیا۔ غیر مسلم حکومتوں نے اگر آپکی نیچ دیکھا رہنے دی اور کسی نے آپکے کپڑوں سے برکت نہ ڈھونڈی تو کیا گلہ جبکہ مسلمان سلاطین نے آپکی طرف اعتنا نہ کی۔ در مطلق اعتنا نہ کی۔

مرزا لوگوں کا امام

اے مرزا میں تجھے لوگوں کا امام بناؤنگا۔ (انجام آتھم ص۵۵)

مرزا ابراہیمؑ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ جب اُمتِ محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائینگے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیمؑ پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا۔ جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (اربعین ۳ ص۳۸)

مرزا آدمؑ

اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔ (ازالہ اوہام ص۶۹۵)

اے آدم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۷۶)

مرزا موسیٰؑ و یعقوبؑ آدمؑ و احمدؐ

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں — نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

آدمم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار

میں آدم ہوں اور احمد مختار ہوں۔ جملہ ابرار کے جامۂ فضیلت میرے زیب تن ہیں (درثمین ص۲۸۷)

مرزا مسیح

اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ "تو بزرگ مسیح ہے۔ (حقیقت الوحی ص۹۰)

میرزا نوحؑ

اے لوح اپنی خواب پوشیدہ رکھ۔ (انجام آتھم ص ۶۱)

میرزا محمدؐ مصطفےٰ

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ✤ منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبےٰ باشد

یعنی میں ہی تو مسیح زمان اور کلیم خدا ہوں۔ اور میں نبی محمدؐ مصطفےٰ اور احمدؐ مجتبےٰ ہوں (تریاق القلوب ص ۳)

میرزا زندہ علیؓ

میں زندہ علیؓ ہوں۔ (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء)

میں اس زمانہ کا حسن حسینؓ ہوں (فتح اسلام ص ۵۷)

میرزا کرشن رودر گوپال[1]

ہے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۰)

ایسا ہی میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا تھا یا یوں کہنا چاہیے۔ کہ حقیقتِ روحانی کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور میرے قیاس سے نہیں، بلکہ وہ خدا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ اس نے میرے پر ظاہر کیا خدا کا وعدہ تھا۔ کہ آخر زمانہ میں اُس کا یعنی کرشن کا بُروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے اوتار سے پورا ہوا۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳)

میرزا برہمن اوتار

برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں (حقیقت الوحی ص ۹۷)

---

[1] میرزا جی کے ان عجیب و غریب دعاوی کو سنکر لوگوں نے ان کی شان میں بہت کچھ کہا مگر ہم صرف اسقدر عرض کرتے ہیں۔ تم خداوند ہی کہلاؤ خدا اور سہی۔

باب (۲)

قرآنی آیات کا مکرر نزول مرزا پر

قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کی حیثیت اور مقام۔ ان کی رفعتِ وشان عظمت وجلال اور پاکیزہ اخلاق سے متعلق ہیں۔ مرزا جی فرماتے ہیں۔ کہ یہ سب میری ہی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ خدا نے وہی آیاتِ قرآنی مجھ پر مکرر الہام فرمائیں۔ میرا وہی رتبہ ہے۔ جو رسول پاک کا تھا۔ دَاعِيًا اِلَى اللهِ میں ہی ہوں میں ہی ایک روشن چراغ ہوں۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کا مصداق میں ہوں۔ رحمۃ اللعالمین میرا لقب ہے یہ مولوی لوگ باولے ہیں۔ ان کا سر پھرا ہے جو کہتے ہیں کہ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا آنحضرت پر صادق آتا ہے۔ حالانکہ فرعون کی طرف صاحبِ سیف رسول ہو کر آنے والے کی مثل میں ہوں با وصف اس کے کہ نہتا ہوں۔ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ میرے ہی حق میں حضرت عیسیٰ نے کہا تھا۔ کیونکہ احمد میرا نام ہے۔ اور رسولِ عربی کا نام محمد تھا

غرض اس قسم کی باتیں بنائیں۔ اور قرآن کی آیتیں اپنے اوپر چسپاں کر لیں۔ وہ آیات ذیل میں درج ہیں:۔

(۱) مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى۔ اے میرزا جو کچھ تو نے چلایا۔ وہ تو نے نہیں چلایا۔ بلکہ خدا نے چلایا (حقیقت الوحی ص۷۰)

(۲) هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

خدا وہ خدا ہے۔ جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین
کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے (حقیقت الوحی ص۷۱)

(۳) وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور میں
نے اس سے پہلے ایک مدت تم میں رہنا تھا کیا تم سمجھتے نہیں (حقیقت الوحی ص۷۱)

(۴) دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا — خدا کی طرف بلاتا ہے
اور چمکتا ہوا چراغ ہے۔ (حقیقت الوحی ص۷۵)

(۵) دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا
پھر مخلوق کی طرف جھکا۔ اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا ہوگا جیسا کہ دو
قوسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۷۶)

(۶) سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا۔ وہ پاک ذات وہی ہے
جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔ (حقیقت الوحی ص۷۸)

(۷) وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور ہم نے تجھے تمام
دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ (مکتوب عربی ص۷۸)

(۸) اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ
میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کرونگا جو کھلی کھلی فتح ہوگی۔ تاکہ تیرا خدا تیرے تمام
گناہ بخش دے جو پہلے ہیں اور پچھلے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۹۴)

(۹) اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا
ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اُسی رسول کی مانند جو فرعون
کی طرف بھیجا گیا تھا۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۱)

(۱۰) اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ ہم نے کثرت سے (کوثر)
تجھے دیا۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۲)

(۱۱) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى — وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا (اربعین ۲ صفحہ ۳۶)

(۱۲) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ ان سے کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے (حقیقت الوحی صفحہ ۸۲)

(۱۳) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ اپنے بعد ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔ (اربعین ۳ صفحہ ۳۸)

اس سے پہلے آپ دیکھ چکے ہیں۔ کہ مرزا جی آدمؑ و نوحؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ۔ محمدؐ و احمدؐ سب کچھ بنے اور بمصداق ؎

یار من امسال دعویٰ رسالت کردہ است
سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے بیوی اور بال بچے بھی بن بیٹھے۔ اب دیکھئے۔ کہ جسقدر اولو العزم انبیاء ہوئے ہیں آپ سب پر فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جناب مسیح تو ان کے ممبر پر بھی قدم رکھنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ ابو البشر آدم علیہ السلام سے یہ افضل حضرت نوحؑ ان کا پانی بھرتے ہیں۔ اور حضرت محمدؐ صلعم سے بھی ماشاءاللہ آپکو دعویٰ برتری ہے۔ تمام مخلوقِ خدا پر انہیں فضیلت۔ امام حسینؓ اور ابوبکرؓ صدیقؓ سے یہ ارفع و اعلیٰ۔ اولیا و ابدال و اقطاب سب سے ان کا مقام بلند غرضیکہ تقدس مآب افضل الرسل ہیں۔ سرورِ کائنات ہیں۔ اور خلاصہ موجودات ہیں۔ خود بھی فرماتے ہیں۔ کہ میں نبیوں کا چاند ہوں۔ سبحان اللہ۔ احسن الخالقین۔ در ثمین کے یہ دو شعر جو ان کے طبعزاد ہیں۔ خاص توجہ کے لائق ہیں ؎

انبیا گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفاں نہ کمترم ز کسے
آنچہ دادند ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام

فرماتے ہیں کہ یوں بہت سے نبی ہو گذرے ہیں۔ مگر میں عرفانِ الٰہی میں کسی سے کم

نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف میں ان سب کا مجموعہ ہوں۔ اُن کا خلاصہ ہوں۔ انہیں کب یارا ہے۔ کہ میرے سامنے آئیں میں سورج ہوں وہ چراغ ہیں۔ میں چاند ہوں۔ وہ تارے ہیں۔ میرے مقابل ہیں . . . . . انہیں کب فروغ ہو سکتا ہے۔ خار تو ایک طرف چمنستانِ معرفت کے گل بھی دعویٰ ہمسری نہیں کر سکتے ؎

برابری کا مری گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ مُنہ اُس کا لال کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر فضیلت

؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے
(دافع البلاء ص۲۰)

خدا تعالیٰ نے اس اُمت میں مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے (حقیقت الوحی ص۱۴۸)

اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو! اور دیکھو آج تم میں ایک ہے۔ جو مسیح سے بڑھکر ہے (دافع البلاء ص۱۳)

میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا۔ جو مجھے دیا گیا۔ وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ (ازالہ اوہام ص۲)

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو جو کام میں کر سکتا ہوں وہ نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے وہ ہرگز نہ دکھا سکتا (حقیقت الوحی ص۱۴۸)

؎ اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بہ منبرم
(ازالہ اوہام ص۱۵۸)

یعنی میں ہی تو ہوں جو بشارتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق بھیجا گیا ہے۔ عیسیٰ کی کیا مجال

ہے کہ میرے ممبر پر قدم بھی رکھنے پائے۔

وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل میں اُترا تھا۔ وہی میرے دل پر بھی اُترا ہے۔ مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ۔ (حقیقت الوحی ص ۲۷۴)

تم کہتے ہو مسیح کلمۃ اللہ ہے۔ ہم کہتے ہیں ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا۔ (بدر، نومبر ۱۹۰۲ء)

حضرت محمد صلعم پر فضیلت[1]

۵ لہ خسف القمر المنیر وان لی
عسا القمران المنیر مان اتنکر (اعجاز احمدی ص ۷۱)

آنحضرت کیلئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ کیا تو انکار کریگا اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا۔ اور دوسری فتح مبین باقی رہی، کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ہے۔ اور مقدر تھا۔ کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ (سیرۃ الابدال ص ۱۹۳)

تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰)

اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸)

---

[1] میرزا جی تھے بڑے استاد۔ کہنے کو تو کہہ گئے۔ کہ میں سب نبیوں سے افضل ہوں، اور حضرت محمد صلعم پر بھی خاص طور پر فضیلت کا اظہار کر دیا مگر پھر سمجھے کہ مسلمانوں کی کچھ اشک شوئی بھی لازم ہے۔ انہیں پر مجھے جادو چلانا ہے۔ اسلئے باقی سب انبیاء پر اپنی بزرگی جتاؤں اور جتا نہ جاؤں تو کچھ مضائقہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بالخصوص جو چاہوں کہہ گزروں۔ مسلمانوں کو سمجھا لوں گا۔ کہ میں تمہاری طرف سے وکیل ہو کر تمہارے نبی کے خلاف جو

حضرت آدم پر فضیلت

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ وَجَعَلَہٗ سَیِّدًا وَّحَاکِمًا وَّاَمِیْرًا عَلٰی کُلِّ ذِیْ رُوْحٍ مِّنَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ کَمَا یُفْھَمُ مِنْ اٰیَۃِ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ثُمَّ اَزَلَّہُ الشَّیْطَانُ وَاَخْرَجَہٗ مِنَ الْجِنَانِ وَرُدَّ الْحُکُوْمَۃُ اِلٰی ھٰذَا الثُّعْبَانِ وَمَسَّ اٰدَمَ ذِلَّۃٌ وَّخِزْیٌ فِیْ ھٰذَا الْحَرْبِ الْعَوَانِ وَاِنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَّلِلْاَتْقِیَاءِ مَآلٌ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ فَخَلَقَ اللّٰہُ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ لِیَجْعَلَ الْھَزِیْمَۃَ عَلَی الشَّیْطَانِ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ وَکَانَ وَعْدًا مَّکْتُوْبًا فِی الْقُرْاٰنِ (درحاشیہ صفحہ حاشیہ ص۲ خطبہ الہامیہ ملخصہ سیرۃ الابدال)

یعنی اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور سردار اور حاکم اور امیر ہر ذی روح جن و انس پر بنایا جیسا کہ آیت اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سے سمجھا جاتا ہے۔ پھر حضرت آدمؑ کو شیطان نے پھسلا لیا اور جنت سے نکلوا دیا اور حکومت اس اژدہا یعنی شیطان کی طرف لوٹائی گئی۔ اور اس سخت لڑائی میں آدمؑ کو ذلت اور رسوائی نے چھوا۔ اور لڑائی ڈول کھینچنا ہے اور بزرگوں کے لئے مآل ہے رحمٰن کے نزدیک پس اللہ نے پیدا کیا مسیح موعود کو کہ شکست

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۶) عیسائیوں نے زہر اگلا ہے مسیح کو برا بھلا کہہ کر ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہوں مگر محمدؐ صلعم کی نسبت اگر ناشائستہ کلام کیا۔ تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا۔ ان ہی مسلمانوں کو پھانسنا ہے ان کے نبی کی کہیں کہیں برائی بھی کر دوں۔ تو میرا کیا بگڑتا ہے۔ اوپرے دل سے ہی سہی مجھے تو اپنا اُلو سیدھا کرنا ہے اسلئے اگر ایک آدھ جگہ آنحضرتؐ پر اپنی کچھ فضیلت جتائی۔ تو دوسرے مقامات پر کہہ دیا۔ کہ میں رسالت مآب کا ادنیٰ خادم ہوں۔ وہ میرے آقا ہیں۔ میں اُن کا غلام ہوں اور یہاں تک بھی کہہ دیا کہ ع "وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے"، لیکن ان باتوں سے جہلاء کی تشفی ہوئی ہو۔ تو عجب نہیں۔ ورنہ جو سمجھدار تھے۔ وہ جان گئے کہ یہ سب روباہ خصالیاں ہیں یا ابلہ فریبیاں ہیں۔ دھوکہ بازیاں ہیں اس ٹٹی کی آڑ میں میرزا جی کچھ اور شکار کھیلنا چاہتے ہیں :

دے آخر زمانہ میں اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا ہے۔

حضرت نوحؑ پر فضیلت

اور خدا تعالےٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھا رہا ہے۔ کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھائے جاتے۔ تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے (حقیقت الوحی ۱۳۷)

امام حسینؓ پر فضیلت[۱]

۵

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسینؓ است در گریبانم
(در ثمین ص ۲۸۹)

ہر گھڑی ہر آن مجھے سیر کربلا میسر ہے۔ سینکڑوں حسینؓ تو میں جیب میں لئے پھرتا ہوں۔ اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؓ تمہارا منجی ہے۔ سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ آج تم میں ایک ہے۔ کہ اس حسینؓ سے بڑھکر ہے۔

شتان ما بینی و بین حسینکم
فانی اؤید کل آن وانصر
(اعجاز احمدی ص ۶۹)

مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد ملتی رہتی ہے طلبتم فلاما من قتیل بخیته یعنی اے شیعہ لوگو! تم ایسے شخص سے فلاح و نجات ڈھونڈتے ہو جو نامرادی کیساتھ قتل کیا گیا۔ (اعجاز احمدی ص ۸۰)
میں خدا کا کشتہ ہوں! اور تمہارا حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے (اعجاز احمدی ص ۸۱)

---

[۱] حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ طاہر مطہر تھا۔ اور بلاشبہ اُن برگزیدوں میں سے ہے۔ جنکو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔ اور اس امام کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور

اولیاء و ابدال و اقطاب پر فضیلت

جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱)

ابوبکرؓ صدیق پر فضیلت

میں حضرت ابوبکرؓ صدیق بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہوں (اشتہار معیار الاخیار ص ۱۱)

سب انبیاءؑ پر فضیلت

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ کمترم ز کسے (درثمین ص ۲۸۰)

اگرچہ بہت سے نبی ہو گزرے ہیں۔ مگر میں عرفانِ الٰہی میں کسی سے کم تو نہیں ہوں۔

آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام (درثمین ص ۲۸۲)

محبت اور عرفان کا جام اور نبیوں کو بھی خدا نے دیا۔ مگر میرا پیالہ تو چھلک رہا ہے کیونکہ ان سب کا مجموعہ اسمیں ہے۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱) صبر اور استقامت اور زہد و عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں۔ جو اس کو ملی تھی۔ .... غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے۔ کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے۔ تحقیر کرتا ہے۔ یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ (تبلیغ الحق ص ۱-۲)

یا تی قمر الانبیا :- نبیوں کا چاند (یعنی مرزا صاحب) آئیگا۔ (انجام آتھم ص۵)

خلاصۂ صفاتِ انبیا

اِس زمانہ میں خدا نے چاہا۔ کہ جسقدر نیک راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں اُن کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

تمام مخلوقِ خدا پر فضیلت

اگر تیری عزت ہمیں منظور نہ ہوتی۔ تو یہ مقام تباہ ہو جاتا۔ اگر تو تمام مخلوق سے بہتر شخص نہ ہوتا۔ تو یہ مقام تباہ ہو جاتا۔ (نوٹ میرزا صاحب) اس الہام میں ابتدائی حروف کچھ اور تھے۔ جو یاد نہیں رہے مگر مفہوم یہ تھا (بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ ص ۳)

آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقت الوحی ص ۸۹)

میں نور ہوں۔ مجدد و مامور ہوں۔ عبدِ منصور ہوں۔ مہدی مسعود اور مسیح موعود ہوں مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو۔ اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں۔ جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں۔ جس کے ساتھ جسم نہیں۔ اور سورج ہوں۔ جس کو دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو۔ جو میری مانند ہو۔ ہرگز نہیں پاؤ گے۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)

باب (۳)

اہانتِ انبیا علیہم السلام

ذیل میں ہم جناب میرزا کے ناملائم و درشت الفاظ۔ سب و شتم اور فحش کلمات درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین ان کو بنظرِ انصاف پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ صریح بد زبانیاں اور گالیاں ہیں کہ مدعی نبوت کی زبان پر معلم الملکوت کی طرف سے جاری کی گئی ہیں۔ جلے دل کے پھپھولے ہیں کہ توڑے ہیں۔ روح اللہ کے ساتھ بغض و عداوت ہے کہ ان کی ہر بات سے ٹپکتی ہے۔ یہ ایسا متعفن و آلودہ۔ ناپاک اور بیہودہ مواد ہے کہ نبی تو ایک طرف کسی شریف آدمی کی نسبت بھی یہ یقین نہیں کیا جاسکتا۔ کہ یہ گندگی کا ذخیرہ اس کے دل میں جمع اور یہ غلاظت اس کی زبان سے مترشح ہو خصوصاً وہ جو عملی تہذیب و اخلاق کا مدعی ہو۔ اور جو دنیا کو اخلاق فاضلہ سکھانے اور انسانیت و شرافت کا سبق دینے آیا ہو۔ جو مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔ روح القدس کی تائید ہمیشہ اسکے شاملِ حال رہے۔ جسے الہام ...... ہو کہ "اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے۔" اور جو ساری دنیا کو بیوقوف سمجھ کر خود ہی کہتا ہو کہ :۔

ہمارا اہر گز یہ طریق نہیں۔ کہ مناظرات و مجادلات یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کیلئے پسند رکھیں۔ یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اُس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں کیونکہ یہ طریق علاوہ

خلافِ تہذیب ہونے گے ان لوگوں کے لئے مضر بھی ہے جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی رنج پہونچ جاوے۔ تو پھر برہمی طبیعت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے۔ کہ اُس دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے" (شحنۂ حق)

اب اس تہذیب کے دعویدار اور سخت کلامی و دل آزاری سے باز رہنے والے بزعم خود سنجیدہ و مقدس انسان کی یاوہ گوئیاں اور ژاژخائیاں سنئے اور دیکھئے کہ کون ہے جسے وہ نہیں کوستا۔ مریم صدیقہ کی اہانت کرتا ہے حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھتا او ان کے حق میں بدزبانی کرتا ہے۔ حضرت محمد صلعم کی ہتک سے نہیں چوکتا۔ حسینؓ کو آڑے ہاتھوں لیتا ہے۔ موسیٰ کی بے عزتی کرتا ہے۔ اور قرآن پر حرف گیری کرنے کیلئے اپنا نامبارک مُنہ کھولتا ہے۔

اہانتِ مریمؑ

(۱) مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا۔ تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا۔ اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ بعد مریم کے بیٹا پیدا ہوا۔ (چشمۂ مسیحی ص۱۷-۱۸)

(۲) اور مریم کی وہ شان ہے۔ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روک رکھا۔ پھر بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ (کشتیٔ نوح ص۱۶)

(۳) ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بن گیا۔ (نور الحق ص۵)

اہانتِ مسیح

(۱) ایسے ناپاک خیال۔ متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی

بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اُسے نبی قرار دیں (ضمیمہ انجام آتھم ص۹)

(۲) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپکا خون ظہور پذیر ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ آتھم ص۷)

(۳) یہ تو وہی بات ہوئی۔ کہ کسی سر پر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی.....

.....الخ۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵)

(۴) مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا (انجام آتھم ص۴۱)

(۵) عیسےٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت سے (کشتی نوح ص۶۵)

(۶) ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا۔ بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا (الحکم ۲۱ فروری سنہ ۱۹۰۲)

(۷) آپ کا کنجریوں کیساتھ میلان[1] اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اُس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے۔ اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا آدمی کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص۷)

---

[1] اسی طریق استدلال کے مطابق میرزا صاحب کا میلان صح دیکھنا اور معلوم کرنا ہو۔ کہ اُن کی جوانی کا زمانہ کیسے لوگوں کی صحبت میں گذرا تو ہم سے سنئے ہم اُن کی پوتھی سے اُن کو سنا دیں۔ لکھتے ہیں کہ "زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت (کنجری) ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر اور یار بہ آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے۔ کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے" (توضیح مرام ص۸۵) یہ سب تجربہ کی باتیں ہیں اور ارباب نشاط کی صحبت و رفاقت پر دلالت کرتی ہیں۔ جن کی ہم نشینی اور موانست و مجالست جناب میرزا کو میسر ہو گی بزم رقص و سرود میں بھی اعزاز شمولیت حاصل ہوگا۔ اور ان کے خواب بھی سنتے ہونگے

(۸) خدا ایسے شخص کو دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کیا ہو۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۵)

(۹) آپ کو گالیاں دینے اور بد زبانی کرنے کی اکثر عادت تھی۔ ادنے ادنے باتوں میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکت جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ آپکو کسیقدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵)

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۲) اور ہم نے یونہی نہیں کہہ دیا۔ کہ یہ تجربہ کی باتیں ہیں۔ بلکہ میرزا صاحب خود ہی فرماتے ہیں۔ کہ:۔ **میرا ذاتی تجربہ ہے** .... کہ زانیہ اور قوم کنجری جن کا دن رات پیشہ زناکاری ہے ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں۔ اور وہ پوری ہو گئیں" (حقیقت الوحی صفحہ ۳) اس منہ سے اور اس کرتوت پر حضرت عیسیٰ پر اعتراض جن کے بدن کو ایک گنہگار عورت نے جو ایمان لے آئی تھی چھوا۔ اور بدن بھی ہاں ایسا پاک و مطہر" کہ جس کے چھونے سے بیماریاں دور ہو جاتی تھیں جس سے اعجازی قوت ہر دم نکلتی رہتی تھی ایک مومنہ کے اظہار عقیدت پر جو مجمع عام کے روبرو اس سے ہوا۔ یہ کہ اس نے اپنا سر روح اللہ کے پاک قدموں میں رکھ دیا۔ اور پاؤں پر عطر لگا دیا۔ یہ شریرانہ اعتراضات۔ اور بازاری کلمات اور سوقیانہ گفتگو کہ "کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے۔ اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اسکے پاؤں پر ملے"۔ بھلا اس سے کوئی پوچھے کہ تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ وہ تائب عورت کنجری تھی۔ حالانکہ اصل یونانی متن میں جو الفاظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی گنہگار عورت کے ہیں اور پھر تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ کنجری جوان بھی تھی۔ اور مزید برآں جو عطر کی شیشی اس کے پاس تھی جب کہ وہ ایمان لائی۔ اس میں حرامکاری کی کمائی کا عطر تھا۔ اور

(۱۰) **درماندہ انسان** کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑینگے۔ لڑائیاں ہونگی۔ **ناداں اسرائیلی** نے ایسی معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا (ضمیمہ انجام آتھم ص۴)

(۱۱) آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہ سمجھتے تھے۔ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵)

(۱۲) نہایت شرم کی بات ہے۔ کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(۱۳) آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توراۃ کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپکو زیرکی سے کچھ حصہ نہ دیا تھا یا اس استاد کی شرارت ہے۔ کہ آپ کو سادہ لوح رکھا (ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(۱۴) آپ علمی اور عملی تقویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۴) یہ کہ وہ عورت بدنظری کا محل تھی اور حاکم بدمن مسیحؑ نے اس عورت کو ایسی نظر سے دیکھا۔ جو قابل اعتراض ہے۔ یہ کیسی غیر ثابت شدہ و بے بنیاد اور غیر ذمہ دارانہ بات ہے اس کرتوت پر بھی حضرت مسیحؑ پر اعتراضات یہ باتیں صرف وہی کر سکتا ہے جسے نہ خدا کا خوف ہو نہ خلق خدا سے شرم اے میرزا نفسانیت کی عینک اتار کر دیکھ تو تجھے حقیقت معلوم ہو گی۔ اور اپنی فطرت پر روح اللہ کا اندازہ نہ کر جھوٹوں کیلئے ذلت اور رو خواری ہے۔ رسوائی و روسیاہی ہے۔ مگر جس نے بے حیائی و بے شرمی کا آسرا کر رکھا ہو۔ اُسے کوئی کیا سمجھائے ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتیں | تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کیلئے

(۱۵) ایک فاضل پادری فرماتے ہیں۔ کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا کے منکر ہونے کیلئے بھی تیار ہو گئے (ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(۱۶) آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اُن کو یقین تھا کہ آپ کے **دماغ میں** ضرور کچھ **خلل** ہے۔ اور ہمیشہ چاہتے تھے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو (ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(۱۷) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ **مگر بات یہ ہے**۔ کہ آپ سے کوئی **معجزہ نہیں ہوا** (ضمیمہ انجام آتھم ص۶)

(۱۸) چاہتا تھا کہ وہ ایسی لاف وگزاف سے اپنی زبان کو بچائے۔ اور اُسی پہلی بات پر قائم رہے کہ میری بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہیں۔ مگر **نفسانی جذبات** کی وجہ سے صبر نہ کر سکے۔ اور اپنے پہلے پہلو میں ناکامی دیکھ کر **ایک اور چال** اختیار کی۔ اور پھر جب باغی ہو گئے شبہ میں پکڑے گئے۔ تو پھر اپنے تئیں بغاوت کے الزام سے بچنے کیلئے وہی پہلا پہلو اختیار کیا۔ **دعویٰ خدائی کا اور پھر یہ چالبازیاں** جائے تعجب ہے (انجام آتھم ص۱۳)

(۱۹) ساری رات آنکھوں میں رو رو کر نکالی پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی۔ باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا۔ اکثر پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ پیش نہ گئی۔ ایلیاہ کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب نہ بن پڑا۔ اور نہ پیشگوئی کو اپنے ظاہر الفاظ میں پورا کرنے کے لئے ایلیاہ کو زندہ کر کے دکھلا سکا۔ اور لما سبقتنی کہہ کر بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا۔ ایسے خداؤں سے تو ہندوؤں کا رام چندر ہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی راون سے اپنا بدلہ لے لیا۔ (نور القرآن حاشیہ ص۱۸)

(۲۰) جس نے خود اقرار کیا۔ کہ "میں نیک نہیں" اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اپنے بدن سے بدن لگا دے۔ اپنی تمام اُمت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں کوئی بات بھی حرام نہیں (انجام آتھم ص۳)

عذر گناہ

یہ اور اس قسم کی گالیاں جب میرزا صاحب نے اپنے حریف حضرت مسیح کو پیٹ بھر کے دے لیں اور خوب کوسا۔ تو مسلمانوں کے ڈر کے مارے جن میں غیرتمندوں کی کمی نہیں ایک عذر کیا۔ مگر عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق۔ لکھتے ہیں کہ: "مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا" (ضمیمہ انجام آتھم ص۹) گویا یہ فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ کہ ہم نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جو عیسائیوں کا خدا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے انہیں ہم گالیاں نہیں دیتے حالانکہ کوئی صاحب علم یہ نہیں مان سکتا۔ کہ یسوع جو ایک کنواری کے یہاں پیدا ہوا جس کی ماں کا نام مریم تھا جس کے معجزات کا ذکر انجیل میں موجود ہے۔ جسے عیسائی خدا مانتے ہیں۔ کوئی اور شخص تھا۔ اور عیسےٰ علیہ السلام جنہوں نے مریم صدیقہ کے ہاں جنم لیا (دراں حالیکہ کسی انسان نے اس عفیفہ باعصمت اور پاکباز عورت کے بدن کو نہ چھوا تھا) ایک اور شخص تھا۔ ......

مرزائی دوستو۔ اگر وہ دو مختلف شخصیتیں ہیں تو قرآن کیوں نصاریٰ کو الزام دیتا ہے۔ کہ انہوں نے خدا کے نبی کو خدا کا بیٹا کہا۔ اور خدا مانا۔ وہ کون شخص تھا۔ جو مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تو نبی تھا۔ لیکن نصاریٰ نے اُسے خدا بنا دیا۔ وہ کون تھا جس پر

یہودیوں نے بہتان لگائے۔ اور قرآن نے ان ملعون یہودیوں پر لعنت بھیجی۔ وہ کون تھا جسے عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ لیکن قرآن نے کہا۔ کہ خدا نے اُسے صلیب پر چڑھنے نہ دیا۔ لیکن شاید مسلمانوں کا قول مرزائیوں کیلئے حجت نہ ہو۔ اور نہ قرآن اُن کیلئے دستور العمل اور واجب الاتباع شئے ہو۔ اس لئے ذرا ٹھہر یئے ہم جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا ہی دیں۔ سنئے آپ کے پیرو مرشد کا اپنا قول ہے کہ:۔

"ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندۂ عاجز مگر نبی جانتا ہوں" رسالہ ریویو ستمبر ۱۹۰۲ء

کیا اب بھی کچھ شک ہے کہ یسوع مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب میرزا کی نظر میں ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ ڈوئی ایک عیسائی مدعی نبوت تو اس ذات اقدس کے حق میں مبالغہ کر کے اُسے خدا کہتا ہے۔ مگر جناب میرزا یسوع مسیح کو نبی مانتے ہیں پھر یہ کیا لغو عذر ہے۔ کہ ہم یسوع مسیح کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کو تو نہیں کوستے مولانا مولوی محمد انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند کے منظوم قطعہ الخذیہ کا ایک شعر ہے ؎

یَضُوْعُ اِصْطِلَاحَاتٌ ھٰذَا مَسِیْحُکُمْ
کَمَا سَبَّ اُمًّا ھٰکَذَا اَخَوَانٌ

یعنی میرزا مسیح ابن مریم پر اصطلاحیں گھڑ گھڑ کر طعن کرتا ہے کہ اے نصاریٰ یہ تمہارا مسیح ہے جیسے دو حقیقی بھائی ایک دوسرے کو گالیاں دیں دوسرے کی ماں کہہ کر

مسیح اور یسوع ایک ہیں

اب اس کی تائید میں اور حوالے سنئے کہ عیسائی جسے یسوع مسیح کہتے اور الٰہی ذات تصور کرتے ہیں۔ وہ میرزا صاحب کے اپنے خیال میں وہی شخص ہے جسے مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے موسوم کرتے اور ایک جلیل القدر نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور ایک حوالہ نہیں دو نہیں ہم تو اسقدر پیش کر دیں۔ کہ کسی مرزائی کی ڈایری

میں نقل کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے۔ جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات انہیں دی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان۔ وہ اگر اُن کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھاویں یا عرش پر بٹھادیں۔ یا خدا کی طرح پرندوں کے پیدا کرنیوالا قرار دیں۔ تو انکو اختیار ہے۔ (دافع البلا صفحہ آخیر)

دیکھا کیسا صاف اور مہر نیمروز کی طرح روشن حوالہ ہے۔ کون ہے جسے عیسائی تو خدا کہتے ہیں۔ اور مسلمان خالق طیورا ور دونوں اُس کے آسمان پر صعود فرمانے پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیا وہ دو جداگانہ ہستیاں ہیں عقل اور انصاف کو نہ چھوڑو لو اب اور سنو۔ لکھتے ہیں۔

اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں۔ جو حضرت عیسٰے علیہ السلام خدا تعالےٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا برگزیدہ اور دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الٰہی کا مقرب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے۔ جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اس کی وصیتوں پر چلتے ہیں۔ اور اس کی ہدایات کے کاربند ہیں وہ جہنم سے نجات پائیں گے۔ لیکن باایں ہمہ یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔ خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہہ دیں یا یہ کہہ دیں کہ خدا ہی ہے جو ان میں بولتا ہے۔ اور وہی ہے جس کا جلوہ ہے۔ تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقعہ میں ایک معنی کی رو سے صحیح ہوتی ہے (ضمیمہ رسالہ جہاد ص۲-۳)

گویا حضرت مسیح خدا کے برگزیدہ۔ دنیا کے نور۔ ہدایت کے آفتاب۔ جناب الٰہی کے مقرب۔ اور تخت خداوندی کے نزدیک مقام رکھتے ہیں۔ مگر عیسائی اُنکے

حق میں مبالغہ کر کے .... انہیں خدا بنا دیتے ہیں۔ شخصیت تو ایک ہے لیکن دو قوموں نے دو مختلف حیثیتیں انہیں دے دی ہیں۔ مسلمان انہیں اولوالعزم رسول سمجھتے ہیں۔ اور عیسائی اُنہیں خدا کہتے ہیں۔ جیسے خود میرزا صاحب کی دو حیثیتیں ہیں ایک جماعت انہیں مجدّد مانتی ہے۔ اور دوسری جماعت نبی ایک اور واضح حوالہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں

یحییٰؑ کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰؑ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیحؑ کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصّے اس کا نام رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلا صفحہ اخیر)

یہاں تو غضب ہی کر دیا۔ جن قصّوں کی بنا پر وہ مسیح کی زندگی پر معترض ہیں۔ اُن پر آخر مہرِ تصدیق ثبت کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ مسیحؑ کا نام قرآن میں "حصور" نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ ایسے قصّے اس کا نام رکھنے سے مانع تھے۔ یہ قصّے میرزا صاحب نے کہاں سے لئے؟ اور کس سے متعلق ہیں۔ کیا انجیل سے اخذ نہیں کئے؟ اور یہ انجیلی یسوع نہیں؟۔ مگر آپ نے تو یہاں اُسے خود ہی مسیحؑ بھی کہہ دیا۔ اور قرآن میں اُس کیلئے حصور کا لفظ تلاش کرنے لگے۔ اگر "خدا نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی"۔ نہ سہی۔ مگر مسیحؑ کی خبر تو دی ہے اب ہم ایک اور حوالہ پیش خدمت کر دیں۔ جو اسقدر مسکت اور دندان شکن ہے۔ کہ اگر جناب میرزا پھر قبر سے نکل آئیں۔ تو باوجود اس کے کہ وہ تحریفِ کلام میں یدِطولیٰ رکھتے ہیں اور باتیں بنانے میں انہیں کافی مشق ہے اس حوالہ کو نہ توڑ موڑ سکیں کیونکہ یہ قطعی اور فیصلہ کن ہے، اور ان کی زبان سے مجرمانہ اقبال ہے۔ لیکن پھر بھی کیا ہی سچا قول ہے۔ کہ نادانستہ اُن کے منہ سے نکل گیا کوئی خدائی حیا اور تقویٰ کو رکھتے ہوئے اس کا جواب دے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا ..... دوسرے مسیح ابن مریم جنکو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں" (توضیح مرام ص۳)

ایک حوالہ ہم اور بھی دے دیں۔ کتاب ازالہ اوہام میرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے ثبوت میں تصنیف کی ہے۔ جس میں قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال سے جمہور اہلِ اسلام کے عقیدہ کے خلاف حضرت عیسیٰ کی موت ثابت کرنا چاہی ہے اور اس میں علمائے اہلِ اسلام کی طرف روئے سخن ہے لکھا ہے کہ:۔

"اے حضرت مولوی صاحبان جب کہ عام طور پر قرآنِ شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ اور ابتدا سے آج تک بعض اقوال صحابہ اور مفسرین بھی اس کو مانتے چلے آئے ہیں تو اب آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں۔

کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی دو" (ازالہ اوہام ص۴۶۹)

یہ حوالے اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ میرزا صاحب کو حضرت مسیحؑ سے نہایت عداوت تھی وہ کہتے تھے کہ

ہم اور غیر دونوں یکجا ہم نہ ہوں گے

ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے

یہ اصل حقیقت ہے جسے میرزا صاحب مسلمانوں سے عمر بھر چھپاتے رہے۔ اور اُن کی ذریت و بنت کو اس کا اخفا پسند ہے لیکن سارے جہاں کی آنکھوں میں تو خاک جھونکی جا نہیں سکتی بھلا یہ بھی کوئی عذر ہے۔ کہ یسوع کو ہم نے سخت سست کہا۔ اور خدا جانے وہ انجیلی یسوع کون تھا۔ تو میرزائیو! تم بھی کیا کہو گے۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں اور میرزا صاحب کے الفاظ میں بتاتے ہیں کہ یسوع کی کیا شان تھی۔ سنو میرزا صاحب کیا فرماتے ہیں:۔

اُس (خدا) نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے۔ کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان

میں سے ہے۔ جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے جن کو خدا اپنے
ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے (تحفہ قیصریہ ص۶)
اُس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے" (تحفہ قیصریہ ص۱۴)
جسقدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی
دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں
میں ایک مشترک جائداد کی طرح ہے۔ (تحفہ قیصریہ ص۱۶)

لیجئے۔ اب تو یسوع بھی میرزا صاحب کی نظر میں کوئی حقیر اور قابل نفرت انسان نہ رہا بلکہ "خدا کا نہایت پیارا" خدا کا برگزیدہ خدا کے ہاتھ سے صاف کیا ہوا۔ اور اُس کے نور کے سایہ میں رہنے والا پاک انسان ٹھیرا تو کیا اس صاف باطن کو بدکار اور بد باطن کہنا اور "روشنی بخشنے والے چاند" پر تھوکنے کی کوشش کرنا اسی شخص کا کام ہے۔ جس میں خدا کی روح ہو۔ یا اس شخص کا جو من کل الوجوہ تصرف شیطان میں ہو۔ انصاف ! انصاف !!

مگر نہیں میرزائی کہینگے۔ کہ کہیں عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ناروا بات کہی ہو۔ یا الزام لگایا ہو تو بتاؤ۔ ورنہ ہم کسی صورت میں نہیں مانینگے۔ کہ جناب میرزا نے خدا کے پاک نبی کے حق میں گستاخی کی ہے۔ اس لئے ہم اپنے دوستوں کی یہ بات بھی مان لیتے ہیں اور ان کی خاطر وہ مقام نقل کرتے ہیں جہاں مسیح کا نام لے کر اور عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر کفر بکا ہے اور گالیاں دی ہیں۔ تاکہ کوئی حجت باقی نہ رہنے پائے۔ دوستو ! ہم ہم ثبوت پر ثبوت پیش کیئے جائینگے۔ اور عذر وحیلہ کی تمام راہیں مسدود کر دیں گے مگر تمہیں بھی قسم ہے۔ جو کسی ایک بات کو بھی مان لو۔ اب آنکھوں سے تعصب وجہالت کے پردوں کو اٹھاؤ۔ اور کانوں سے روئی نکالو۔ اور سنو کہ۔ جناب میرزا حضرت مسیح کو کس طرح کوس رہے ہیں:۔

(۱) عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت سے (کشتی نوح ص۶۵)

(ب) یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے ایک کنجری کو بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔ (نور القرآن ۱۹۰۶ء)

(ج) حضرت عیسیٰ کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا۔ اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے تھا۔ استعمال کرنا (آئینہ کمالات سلام ص۵۹۶)

(د) ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے۔ تو اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آکر وہ کیا بنائیں گے۔ کہ لوگ اُن کے آنے کے خواہشمند ہوں (بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء)

(ہ) حضرت مسیح ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں قائم کرنے میں قریب قریب ناکام رہے۔ (ازالہ اوہام ص۳۱۰-۳۱۱)

(و) مسیح کی راستبازی اپنے زمانے کے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوئی (دافع البلاء صفحہ آخر)

(ز) مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا کچھ عجوبہ نہیں برسات کے موسم میں باہر جاکر دیکھئے کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ پیدا ہوتے ہیں (جنگ مقدس ص۷)

یہ سب مجموعۂ خرافات اور گلدستۂ لغویات جناب میرزا کی تحریرات سے انتخاب کر کے ہم نے پیش کر دیا بتاؤ اب بھی کوئی عذر باقی ہے کوئی حیلہ ہے جو چل سکے۔ ہے کوئی تاویل ممکن۔ جو پیش کی جا سکے۔ مگر پھر بھی اگر تم اپنے راگ الاپے جاؤ۔ اور کہو کہ میرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہم نے مسیح کی مطلق توہین نہیں کی۔

کوئی انسان حسینؑ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا" (اعجاز احمدی ص۳۴) اور بقول "ملاآں باشد کہ چپ نشود"۔ تم چخ چخ کئے جاؤ تو تم جانو۔ ہم اتمام حجت کر چکے۔ ؎

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

اب ایک اور بات باقی ہے۔ اور لازم ہے۔ کہ اس بحث کو مکمل کرنے کیلئے اس کا بھی ذکر کیا جائے۔ ممکن ہے کہ کوئی میرزائی کہے۔ کہ حضرت میرزا صاحب نے جو کچھ لکھا

الزامی جواب کے طور پر لکھا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ کیا الزامی جواب ہے جس کی زد کے نیچے خود الزام دینے والا آجائے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں۔ اور میرزا صاحب ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو وہ کیونکر اُن کے حق میں بدزبانی کر سکتے ہیں جنہیں خود خدا کا برگزیدہ اور رسول مانتے ہیں۔ یہ تو دراصل الزامی جواب نہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو ملزم گردانتا ہے۔ کیونکہ جب خود اُن کے قول کے مطابق "آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترک جائداد کی طرح ہے" تو کس طرح ممکن ہے کہ آپ اپنے اولوالعزم رسول کو گالیاں بھی دیں اور مسلمان بھی کہلائیں۔ میرزا صاحب کے الزامی جواب ...... بھی خوب ہیں جن کی بدولت غیر کا تو کچھ بگڑتا نہیں۔ مگر اپنے ایمان سے انہیں ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ کیا کوئی عیسائی کسی یہودی کے الزامات کے جواب میں جو وہ حضرت مسیح کی نسبت نہایت بے باکی و بے حیائی اور دریدہ دہنی سے شب و روز لگاتا ہے حضرت موسیٰ کو گالیاں دے کر اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دے سکتا ہے؟ وہ تو اپنی چھری سے اپنی ناک کاٹتا ہے۔ مگر جناب میرزا اپنے حسد بغض اور عداوت میں اسقدر بڑھے ہوئے تھے اور مسیح کیساتھ بوجہ رقابت کے انہیں اس قدر عناد تھا۔ کہ انہیں وہ ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے دل کا بخار نکالنے کیلئے اس کی پرواہ نہ کی کہ ایمان ہاتھ سے جاتا ہے ؎

اگر حقیقتِ اسلام در جہاں این است
ہزار خندہ کفر است بر مسلمانی

لیکن لطف یہ ہے کہ اسقدر یاوہ گوئی پر بھی لوگوں کو یہی کہتے اور سمجھاتے رہے۔ کہ :-

جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہمارے قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں (کتاب البریہ صفحہ ۹۲ ۱۸۹۷ء)

یہ ایسی جرأت و جسارت۔ بے باکی اور دیدہ دلیری کا کام ہے جو صرف میرزا صاحب ایسے ابلہ فریب ہی کر سکتے ہیں۔

چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد

اہانتِ موسٰیؑ

حضرت موسٰیؑ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے۔ (نور القرآن حاشیہ صفحہ ۱۸)

اہانتِ حسینؑ

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی کیساتھ مر گیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ (اعجاز احمدی ص۸۱)

اہانتِ آنحضرت صلعم

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام و وحی مدینہ منورہ سے قصد مکہ غلط نکلی (ازالہ اوہام ص۶۸۸)

ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت صلعم پر مسیح ابن مریمؑ اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ ہونے موجود کسی نمونہ کے منکشف نہ ہوئی (ازالہ اوہام ص۶۹۱)

میرزا جی کا یہ عام دستور تھا۔ کہ جب ذاتِ شریف پر کوئی اعتراض ہوتا۔ تو اُسے اٹھا کر انبیائے سابقین کے سر تھوپ دیتے۔ یا قرآن مجید کے ذمہ لگا دیتے۔ اور آپ ایک طرف ہو جاتے۔ چنانچہ اپنی گالیوں کی حمایت میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا کہ حضرت مسیح نے بھی بدزبانی کی تھی۔ اور حوالہ میں متی کی انجیل کا تیسواں باب پیش

کیا۔ جہاں آپ نے ریاکار فقیہوں اور فریسیوں کی زبوں حالی پر رنج وافسوس کیا ہے اور ان کی کمزوریاں ان پر ظاہر کی ہیں۔ اور اس درد و محبّت کے ساتھ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو ان کے متصّل ہی آتے ہیں۔ کہ اے یروشلم اے یروشلم "تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے۔ اور جو تیرے پاس بھیجے گئے۔ انہیں سنگسار کرتی ہے کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا"۔
اور میرزا جی اِسی پر اکتفا نہیں کرتے قرآن مجید سے بھی سند لیتے ہیں۔

باب (۴)

اہانتِ قرآن

قرآن میں گالیاں

قرآن شریف جس آوازِ بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآنِ شریف کفار کو سنا سنا کر اُن پر لعنت بھیجتا ہے۔ ایسا ہی کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف نہ صرف حیوان بلکہ کفار اور منکرین کو دنیا کے تمام حیوانات سے بدتر قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی کسی خاص آدمی کا نام لے کر یا اشارے کے طور پر اس کو نشانہ بنا کر گالی دینا زمانہ حال کی تہذیب کے برخلاف ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے قرآن میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر رکھا۔ اور ابوجہل تو خود مشہور ہے۔ ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورتِ ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ استعمال کئے (ازالہ اوہام ص ٢٦-٢٧)

(قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں (اشتہار ٣ ۱۸۹۵ء اہانت لیکھرام سراج المنیر ص ٢٩)

قرآن میں نحوی غلطیاں!

بعض جگہ خدا تعالےٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ بعض جگہ انسانی گرامر یعنی صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً آیت "ان ھذان لساحران" انسانی نحو کی رو سے "ان ھذین" چاہیئے تھا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۰۴ حاشیہ)

قرآن زمین سے اُٹھ گیا تھا۔ میں اُسے آسمان پر سے لایا ہوں (ازالہ اوہام ص ۲۱-۹۲۵ء)

(بحوالہ معیار عقائد قادیانی ص ۴۱)

باب (۵)

نبوّتِ میرزا صاحب

میرزا صاحب کے دعویٰ نبوّت کی تاریخ وترتیب دیکھنی ہو۔ اور اُن کی تدریجی ترقی کا راز معلوم کرنا ہو۔ تو مناسب ہے کہ اُن کی کتب کا باقاعدہ اور سلسلہ وار مطالعہ کیا جائے۔ اوّل اوّل تو آپ نے ملہمیت کا دعویٰ کیا۔ پھر محدثیت ومجددیت کا۔ اس کے بعد کہیں کہیں دبی زبان سے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کی تشریح بھی کردی۔ کہ اس سے مراد مشرف بہ الہام ہونا اور خدا سے خوشخبریاں پانا ہے اور بس۔ اور مجھے مجاز کے طور پر نبی کہا گیا ہے۔ پھر بتدریج آپ حقیقی نبی بنے۔ اور ..... جلیل القدر اور اولوالعزم مستقل نبیوں پر فضیلت وفوقیت

کا دعویٰ کرنے لگے۔ پھر جب مسلمان برہم ہوئے۔ تو کہہ دیا۔ کہ نہیں میری نبوت کچھ ایسی شے نہیں ہے جو باعثِ پریشانی ہو۔ مجھے رسولِ خدا کی اتباع سے یہ درجہ ملا ہے۔ میں عکس و بُروز اور ظلّ و سایہ ہوں اُس ذاتِ ستودہ صفات کا۔ اور کہا کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ صاحبِ شریعت نبیوں کی شان ہے کہ اُن کے منکر کافر ہو جائیں۔ اور کبھی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور جہنّمی کہہ دیا۔ کبھی فرمایا میں نبی تو ہوں۔ لیکن جدید شریعت نہیں لایا۔ اور کبھی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ غرض میرزا صاحب دعویٰ نبوت کر کے ایک عجیب مشکل میں پڑ گئے۔ کبھی انکار کرتے کبھی اقرار اُن کا کلام درحقیقت ایک چیستان سے کم نہیں۔ جسے ہم تو بھلا کیا سمجھیں گے۔ جناب میرزا کے مقلّدین میں بھی اسی بنا پر پھوٹ پڑ گئی اور مرزائی دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔

قادیانی جماعت میرزا صاحب کو اُن کے دعاوی کے لحاظ سے نبی مانتی ہے اور لاہوری پارٹی منکرِ نبوّت ہے اور انہیں صرف مجدّد تسلیم کرتی ہے ایک فرقہ نے نہایت فیاضی کے ساتھ بابِ نبوت کھول دیا۔ اور دوسرا فرقہ ختمِ نبوّت کا قائل ہے۔ دونوں میرزا صاحب کی تحریرات کی بنا پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ دونوں راستی پر ہیں۔ فی الواقع میرزا صاحب نے نبوّت کا دعویٰ کیا بھی۔ اور نہیں بھی کیا۔ وہ نبی بنے۔ اور نبی بھی ایسے کہ کیا جرأت جو کوئی صاحب شریعت ... اور مستقل نبی اُن کے مقابل آسکے اور پھر دفعتاً ایسے چپ ہو گئے کہ گویا وہ تعلّیاں کرنے والی زبان ہی کسی نے گدّی سے نکال دی اور اب وہ منہ میں نہیں رہی۔ ان کی یہی کیفیت رہی کہ ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

مگر وہ زمانہ شناس تھے وقت کی نزاکت کو سمجھتے تھے۔ ضرورت زمانہ کو جانتے تھے۔ جہاندیدہ تھے اور ہوشیار و چالاک تھے۔ اس لئے پہیلیوں سے کام چلاتے رہے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ خوب ہی کام چلایا۔ کسی شاعر نے شاید انہی کی حالت کو ملحوظ رکھ کر یہ شعر کہا تھا کہ ؎

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

اعتذار

"کفریاتِ مرزا" کی پیش نظر اشاعت سے قبل مجھے جن مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا ان کی تفصیل "داستانِ دراز" کی حیثیت رکھتی ہے۔ مختصراً صرف اسقدر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اواخر مئی میں کتابت ختم ہو چکی تھی اور صرف طباعت باقی تھی کہ درمیان کے چالیس صفحات کے علاوہ اول و آخر کی تمام کاپیاں گم ہوگئیں اور ان گمشدہ اوراق کو دوبارہ لکھانا پڑا ایسی حالت میں اگر کتابت، طباعت اور ترتیب صفحات میں کچھ نقائص رہ گئے ہوں تو میں ان کے لئے معذرت خواہ ہوں طبع ثانی میں انشاء اللہ العزیز ان نقائص کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

لاہور
۱۶۔ جون ۱۹۳۳ء

اسرار احمد
آزاد

اب ان کا کلام معجز نظام سنیئے۔ ان کے اپنے الفاظ میں ان کے دعوے ملاحظہ فرمائیے۔ اور لطف اٹھائیے۔

دعویٰ نبوت

(۱) سچا خدا وہی ہے جسنے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلا صلا)

(۲) میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسنے مجھے بھیجا ہے اور اُسنے میرا نام نبی رکھا ہے (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸)

(۳) میں رسول اور نبی ہوں (نزول المسیح ص۳)

(۴) الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے۔ اُس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے (انجام آتھم ص۶۲)

ایک اور عبارت جو نہایت شاندار اور میرزا صاحب کی مہتم بالشان نبوت پر دال ہے ملاحظہ ہو:-

(۵) اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہو جائے (چشمہ معرفت ص۳۱۷)

اللہ اللہ کتنا بڑا دعویٰ ہے۔

غیر تشریعی نبوت

(۶) میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے (نزول المسیح ص۲)

(۷) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہیں۔۔۔۔

...... بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کتاب نازل نہیں ہوئی۔

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۸) یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں۔ تو میں کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے۔ .... اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ **مگر بغیر شریعت کے** (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵-۲۶)

دعویٰ نبوت کی آیات پیش ہو چکیں اور وہ مقامات بھی پیش ہو چکے جن سے دعویٰ میں ایک تخصیص کی ہے۔ یعنی جدید شریعت لانے والا نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ میں بغیر شریعت کے نبی ہوں۔ جیسے بنی اسرائیل میں کئی نبی ہو گذرے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ مگر یہ ابتدائے عشق ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

اب آپ فرمائیں گے کہ میری وحی امر بھی ہے اور نہی بھی۔ احکام شریعت کی تجدید بھی ہے اور تنسیخ بھی۔ اور اسی کا نام شریعت ہے۔ گویا کہ آپ نے ترقی کی زدبان پر دوسرا قدم رکھا۔ اور تشریعی نبی بن بیٹھے۔ غور سے پڑھئے۔

باب ۶

امر و نہی

تجدید و تنسیخ شریعت

(۱) یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امّت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا پس اسی تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین ۴ ص ۶)

(۲) میری شریعت میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے (اربعین ۴ ص ۶ زیر حاشیہ)

جہاد حرام

(۳) جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدّت کو خدا تعالےٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا حضرت موسیٰ کے وقت اس قدر شدّت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے نہیں بچا سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچّے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وقت میں بچّوں بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا

حرام کیا گیا۔ اور بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا (اربعین ۴ صہ حاشیہ)

(۳) ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھکو مسیح موعود جانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے (ضمیمہ رسالہ جہاد ص)

اب آپ دیکھ چکے۔ کہ میرزا صاحب کی تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی ہے "حکم جہاد کو انہوں نے موقوف اور حرام قرار دیدیا۔ اور صاحب شریعت نبی بن گئے۔ پہلے ان کا یہ مذہب تھا کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا (حقیقت الوحی ۱۶۳)

مگر یہ اس حالت میں درست تھا۔ جب آپ محض ملہم و محدّث تھے چنانچہ ایک اصولی بات بیان فرماتے ہیں:۔

(۴) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوی کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا ان نبیوں کی شان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور جدید احکام لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے سوا جسقدر ملہم اور محدّث ہیں خواہ وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب ص۳۲۵ حاشیہ ص۱۳)

اس زرّین اصول کے ماتحت جب جناب میرزا صاحب ایک مجدد و محدّث کی صورت میں پیش ہوئے۔ اور نبوّت تامہ و مستقلہ کا انہیں دعویٰ نہیں تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ "میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا" لیکن جب صاحب شریعت نبی بن گئے۔ تو اُن کے انکار سے کفر لازم آیا۔ اس لئے آپ یوں فرمانے لگے کہ:۔

میرزا صاحب کا منکر کافر اور جہنمی

(۱۴) خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ (خط میرزا صاحب مندرجہ الذکر الحکیم ۲۰ ص ۲۴)

(۱۵) خدا کی لعنت ہو اس پر جو ہمارا خلاف یا انکار کرے (خط میرزا بنام مہر علی شاہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء)

(۱۶) جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ وہ کیونکر مومن ہو سکتا ہے (حقیقت الوحی ص ۱۶۴ - ۱۶۳)

(۱۷) جو شخص تیری پیروی نہ کریگا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (معیار الاخیار ص ۸)

(۱۸) آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول اسکی طرف سے خلقت کیلئے رحمت اور برکت ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ ملنے گا وہ جہنم میں اوندھا گریگا (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

(۱۹) جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلعم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت میں سے ہی ایک مسیح موعود آئیگا۔ اور خدا نے میری سچی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اب جو شخص خدا اور اس کے رسول کے بیان کو نہیں مانتا۔ اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔ اور عمداً خدا تعالیٰ کی نشانیوں کو رد کرتا ہے۔ تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے (حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

خلیفہ اول مولنا حکیم نور الدین کی شہادت

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند　　آن غلام احمد ست و میرزائے قادیان

گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر ست ۔۔۔۔۔ جائے او باشد جہنم بی شک و ریب و گماں

ترجمہ :۔ میرزائے قادیان غلام احمد کا اسم مبارک خدا تعالیٰ نے ابن مریم رکھ دیا اگر کوئی اسکی شان اور منصب نبوت میں شک لائے وہ کافر ہے اور بلاشبہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

میرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کی نسبت کہا۔ کہ وہ مومن نہیں مسلمان نہیں ہیں خدا اور رسول کو نہیں مانتے۔ کافر ہیں جہنمی ہیں ۔ اور اُن پر خدا کی لعنت ہے۔ اور گویا اپنے حلقہ کے چند افراد کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو جو اُن پر ایمان نہ لائے۔ اسلام سے خارج۔ بے دین اور کافر کہہ دیا۔ اور حق بھی یہی تھا۔ کہ جب آپ خدا کی طرف سے ایک عظیم الشان صاحب شریعت نبی ہو کر آئے۔ تو آپ کے منکر غضب الٰہی کے نیچے آجائیں۔ اور اسکی قہری تجلی انہیں کھا جائے۔ اور وہ مردود و ملعون اور کافر سمجھے جائیں۔ اسلئے میرزا صاحب نے انکے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام ٹھیرایا۔ اور حکم دیا کہ میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہیں اور ان احکام کی بدولت احمدی جماعت ایک ایسی سوسائٹی بن گئی ہے جسے باقی مسلمانوں سے مذہبی اور دینی رنگ میں کچھ سروکار نہ رہا۔ انکا مذہب علیحدہ اور مسلمانانِ عالم کا علیحدہ انکا نبی اور۔ اور مسلمانوں کا اور۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ باہم رشتے ناتے نہیں ہوتے۔ ایک جدا برادری مسلمان انکی نظر میں کافر۔ اور یہ مسلمانوں کی نظر میں اپنے اعتقادات کی بنا پر کافر۔ سنیے میرزا صاحب کے قطعی احکام :۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام

تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص اُن کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے اوپر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھے۔

بلکہ چاہیئے تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸)

غیر مریدوں سے لڑکی بیاہنا منع

میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاوی احمدیہ جلد دوم صفحہ)

مسلمانو! خوب یاد رکھو۔ کہ احمدی تم سے ایک عضو معطل کی طرح کٹ کر جدا ہو چکے دین کی بنیاد نبوت پر ہے۔ اور جب انہوں نے ایک جدا نبی تسلیم کر لیا تو گویا ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی۔ اگر وہ کہیں کہ ہم حضرت محمد صلعم کو نبی مانتے ہیں تو تم ہرگز نہ مانو۔ کیونکہ نصاریٰ بھی تو یہود کے نبی حضرت موسیٰ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن جب وہ ایک نئے نبی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو ان کا دین یہودیوں کے دین سے علیحدہ ہو گیا۔ مسلمان یہود و نصاریٰ دونوں کے نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کتب سابقہ کو بھی مانتے ہیں مگر جونہی انہوں نے حضرت محمد صلعم کو اپنا نبی مان لیا وہ یہودی اور نصاریٰ سے علیحدہ ایک نئے مذہب کے پیرو کہلائے اسی طرح جماعت احمدیہ نے ایک نیا نبی ایجاد کیا مستقل اور صاحب شریعت نبی۔ بلکہ نبیوں کا چاند پس لازم ہے کہ اس نبی کے آنے پر پرانی باتیں جاتی رہیں۔ اور دین نیا ہو جائے جو دین محمدی سے جدا ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا "ضروری احکام کی تجدید" بھی ہوئی اور بعض باتیں منسوخ بھی کی گئیں اور یہی ایک جدید شریعت ہے۔ اسی کو ایک نیا دین کہتے ہیں پس احمدیت در حقیقت ایک جدا دین ہے جسے اسلام سے صرف اسقدر علاقہ ہے جسقدر اسلام کو نصرانیت سے۔ یا نصرانیت کو یہودیت سے۔ احمدیوں سے پوچھ لو کہ وہ باقی مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں یا نہیں اور انکا یہ ایمان ہے یا نہیں کہ اسلام روئے زمین سے سمٹ کر قادیان دارالامان میں آگیا جہاں سے وہ بحصہ رسدی مریدان میرزا میں تقسیم کیا گیا پھر یہ کسقدر بددیانتی ہے کہ بوقت ضرورت در بنائے مصلحت وہ مسلمانوں سے ملنے کا خیال بھی رکھیں اور یہ غلط فہمی پھیلائیں کہ ہم اور مسلمان ایک ہیں ہاں لاہوری جماعت کے احمدیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں سے تعلقات رکھیں اور مسلمان کہلائیں کیونکہ وہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اور نہ میرزا صاحب کی نبوت کے قائل ہیں اور وہ بھی جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں میرزا جی کے اقوال ہی سے سند لیتے ہیں اب دو مقام بھی دیکھ لیجئے جہاں میرزا صاحب صاف الفاظ میں نہایت زور کیساتھ [illegible]

باب (۶)

انکارِ نبوّت

(۱) میں نبوّت کا مدّعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدّعی کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (فیصلۂ آسمانی ص۳)

(۲) مجھے یہ کہاں حق ہوتا کہ میں نبوّت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین جا کر مل جاؤں اور یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ مسلمان ہو کر نبوّت کا دعویٰ کروں

(حمامۃ البشریٰ ص۹۰)

(۳) آنجناب ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدّعی نبوّت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں

(دین الحق ص۳۰)

(۴) واضح ہو کہ ہم نبوّت کی مدّعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے قائل ہیں اور آنحضرتؐ کی ختم نبوّت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوّت محمدیہ اور بہ اتباع آنجنابؐ اولیاء اللّٰہ کو ملتی ہے اسکے ہم قائل ہیں اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے (اشتہار مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ)

(۵) ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بر وشد اختتام

(سراج المنیر ص۹۳ باب ۱۰)

فرماتے ہیں۔ بھلا یہ کب ممکن ہے۔ کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں گویا دعویٰ نبوت منافی اسلام ہے" اسلام سے خارج" اور" کافر و کاذب" بننا ہے۔ اور ہم بھی کہتے ہیں کہ بجا ہے۔ لیکن جب میرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ تو وہ کیا ہوئے؟ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ صرف انہیں کے الفاظ ان پر چسپاں کرتے ہیں کہ وہ" اسلام سے خارج" ہیں" کاذب اور کافر" ہیں اور آخری حوالہ کیسا واضح ہے جسمیں لکھتے ہیں کہ ع "ہر نبوت را بروشد اختتام" یعنی آنحضرتؐ پر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب نہ کوئی ظلّی نبی ہوگا نہ بروزی۔ نہ انعکاسی۔ نہ طفیلی۔ نہ براہ راست۔ نہ بالواسطہ۔ نہ مستقل۔ نہ غیر مستقل۔ غرض نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں"۔ اور میرزا صاحب کا یہ حیلہ بھی باطل ہوا" کہ" یہ تمام فیوض بلاواسطہ مجھ پہ نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (ایک غلطی کا ازالہ) پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

(۱) مسیح ابنِ مریم کیونکر آسکتا ہے۔ وہ رسول تھا۔ اور آیت خاتم النبیّن کی دیوار آہنی اس کو آنے سے روکتی ہے۔ سو اس کا ہم رنگ آیا وہ رسول نہیں مگر رسولوں کا مشابہ اور مثل ہے (ازالۂ اوہام ص۵۲۲)

(۲) اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ اوہام ص۵۰۰)

(۳) تمام نبوتیں اور کتابیں جو پہلے گذر چکی ہیں انکی الگ الگ پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اسکے اور راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اُسی کے اندر ہیں نہ اسکے بعد کوئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی سچائی تھی جو اسمیں موجود نہیں اسلئے اس نبوّت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کیلئے ایک آغاز ہے اُس کیلئے ایک انجام بھی ہے۔ (رسالہ الوصیت)

دیکھیے۔ بابِ نبوت بالکل مسدود ہو گیا۔ اور وحی نبوّت بند کی گئی نزولِ جبرائیل ممتنع۔ خاتم النّبیین کی دیوار آہنی سدِّ سکندری کی طرح حائل ہے اور کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ نبوّت کا پاک سلسلہ "جس کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے" آدم علیہ السّلام سے شروع ہو کر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہو گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ میرزا جی ایک مدّعی نبوت مسمی ڈوئی کو کہتے ہیں :۔

وانک نفتری علیٰ اللہ فی دعوۃ النبوّۃ والنبوّۃ قد انقطعت بعد نبیّنا صلعم

یعنی ارے ڈوئی تو نے نبوت کے دعوے میں اللہ تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ کیونکہ یقیناً محمد رسول اللہ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

باب (۸)

میرزا صاحب کی کتب الہامی

هٰذَا الْکِتَابُ مُبَارَکٌ فَقُوْمُوْا لِلْاِجْلَالِ وَالْاِکْرَامِ یہ کتاب مبارک ہے اسکی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ اُس کتاب کی تحریر کے وقت دو مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھکو ہوئی۔ اور آپنے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی (البشریٰ جلد دوم ص۳۵)

اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا اَیَّدْنَا عَبْدَنَا فَاْتُوْا بِکِتَابٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اگر تم شک میں ہو۔ اس سے کہ تائید کی ہے ہم نے اپنے بندے کی پس اسکی مانند کوئی کتاب لے آؤ۔ (دربارہ کتاب نور الحق) (الحکم جلد ۶ نمبر ۳ ص۱۲ ۱۹۰۲ء)

یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر وہی جو خاص خدا کے ہیں (البشریٰ جلد ۱ ص۸۲)

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا | بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم | از خطا ہا ہمیں است ایمانم

(اربعین ۳ ص۳۹)

یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اسمیں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے وہ کلام جو میرے پر نازل ہوتا ہے

ع۱ آئینہ کمالات اسلام

قطعی اور یقینی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں
کرسکتا کہ یہ آفتاب اور اسکی روشنی ہے۔ ایسا ہی اس کلام میں شک نہیں کرسکتا
جو خدا کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں
جیسا کہ خدا کی کتاب پر (تجلیات الٰہیہ ص ۲۵-۲۶)

الہامات انگریزی

قرآن مجید نے ایک اصول بیان کیا ہے "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ" یعنی جو نبی آیا وہ اپنی ہی بولی بولتا ہوا آیا۔ ابتدائے آفرینش سے یہی دستور چلا آیا ہے کہ خدا کے نبی اپنی ہی مادری زبان میں خدا کا کلام لوگوں کو سناتے رہے اور کبھی کسی غیر قوم کی زبان میں انپر خدا کا الہام نہیں ہوا۔ دنیا میں جسقدر مذاہب خدا سے الہام پانے کے قائل ہیں۔ اور انکے نبیوں کو خدا نے شرف مکالمہ بخشا ہے۔ اُن میں کوئی ایک نظیر بھی تلاش کرنے سے ایسی نہیں ملے گی کہ ملہم پر اس زبان میں خدا کی وحی نازل ہوئی جو اس کی اپنی نہ ہو مگر میرزا صاحب کچھ ایسے مظہر العجائب تھے کہ اُن پر عربی زبان میں الہام ہوئے۔ فارسی میں ہوئے۔ اردو میں ہوئے حتیٰ کہ انگریزی میں ہوئے۔ اور نہ ہوئے تو صرف اپنی مادری زبان پنجابی میں اور خدا نے اپنی سنّت دائمہ و مستمرہ کو بدل ڈالا ہم یہاں صرف انکے انگریزی الہام درج کرتے ہیں۔ جو عربی۔ فارسی۔ اور اردو الہامات کے مقابلہ میں نہایت غیر فصیح ہیں بلکہ ان کی انگریزی بھی درست اور بامحاورہ نہیں۔ اور انگریزی الہامات بخلاف دیگر زبانوں کے الہامات کے جن میں جناب میرزا کو کافی دستگاہ حاصل تھی نہایت مختصر چھوٹے چھوٹے فقروں پر مشتمل ہیں۔ اور پھر دو دو چار چار الفاظ کے جملوں کی بھی غلط انگریزی ہائے غضب

انگریزی خواں حضرات ذرا توجہ کے ساتھ پڑھیں۔

(۱) Then you will go to Amritsar.
تب تم امرتسر بھی جاؤ گے (براہین احمدیہ ص ۴۶۹)

I am querreler میں جھگڑنے والا ہوں (براہین احمدیہ ص۴۸۲)

(اس کی تو ہم بھی تصدیق کرتے ہیں)

(۳) ایک دفعہ کی بات یاد آتی ہے۔ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا۔
I love you. یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر یہ الہام
I am with you
ہوا۔
I shall help you یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر یہ الہام ہوا۔
I can what I will do یعنی میں تمہاری مدد کرونگا پھر یہ الہام ہوا۔
(کیسی اعلیٰ انگریزی ہے) یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہونگا۔ پھر بعد اس کے بہت زور سے جیسے بدن
کانپ گیا۔ یہ الہام ہوا۔ We can what we will do.
یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اسی وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفّظ
معلوم ہوا۔ کہ گویا ایک انگریز ہے۔ جو سر پر کھڑا بول رہا ہے اور باوجود
پُر دہشت ہونے کے اس میں ایک لذّت تھی جس سے روح کو معنی معلوم
کرنے سے پہلے ہی ایک تسلّی اور تشفّی ملتی تھی۔ اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر
ہوتا رہا۔ (براہین احمدیہ ص۴۸۰، ۴۸۱)

(۴) ایک دفعہ ایک طالب علم انگریزی خواں ملنے کو آیا۔ اُس کے روبرو ہی یہ الہام
ہوا This is my enemy یعنی یہ میرا دشمن ہے (براہین احمدیہ ص۴۸۴)

(۵) ایک دفعہ صبح کے وقت بنظر کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ سے آئے
تھے۔ اور آخر پر اُن کے لکھا تھا۔ I am by Isa.

یعنی میں عیسیٰ کے ساتھ ہوں (براہین احمدیہ ص۴۸۰)

(۶) Yes I am happy. یعنی ہاں میں خوش ہوں (براہین احمدیہ ص۴۸۴)

(۷) Life of pain. یعنی زندگی دکھ کی ہے (براہین احمدیہ ص۴۸۴)

God is coming. - (۸) یہ دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے۔
by His army. He is wirn you to kill
enemy.

یعنی خدا تعالیٰ لشکر لے کر چلا آتا ہے، وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے
کے لئے تمہارے ساتھ ہے (براہین احمدیہ ص۴۸۴)

The days shall come, when God (۹)
shall help you. Glory be to this
Lord, Creator of Earth and Hea-
ven.

یعنی وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کریگا۔ خدائے ذو الجلال آفرینندۂ
زمین و آسمان۔ (براہین احمدیہ ص۵۲۲)

I love you. I shall give you a large (۱۰)
party of Islam.

یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں میں تمہیں مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت دونگا (براہین ص۵۵۶)

You must do what I told you. (۱۱)

تمکو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۸)

Though all men shall be angry, (۱۲)
yet God is with you. Words of
God can not exchange.

یعنی اگر تمام آدمی ناراض ہونگے۔ مگر خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری
مدد کریگا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۸)

"Words of God can not exchange"

الہامی انگریزی کا نمونہ ہے۔ کیونکہ انسانی محاورہ میں یہ استعمال نہیں ہوتا۔

(۱۴) پھر فرمایا: "ھوشعنا نعسا" یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنیٰ ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ (براہین احمدیہ ۵۵۶)

یہ گلابی انگریزی جہاں جناب ملہم کی بطالت کا بین ثبوت ہے۔ وہیں انگریزی دانوں کے لئے ظرافت و تفنن طبع کا موجب بھی ہے۔ ہمارے دوست اس غلط انگریزی پر ہنستے ہیں مگر ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ خدا کی بولی ہے۔ اور خدا انسانی محاورات کا پابند نہیں تحقیق خدا نہیں شرماتا۔ کہ چوتھی جماعت کے نالائق طالب علم ایسی یا اس سے بھی غلط انگریزی بولے۔ پس کوئی غیر احمدی معترض نہ ہو ہمیں تو بفضلہ میرزا جی کے الہام بافی کی مشین کے تمام کیل کانٹے اور پرزے معلوم ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ الہامات کیا تھے۔ کیونکر ہوتے تھے۔ اور ان کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن شاید یہ راز چند واقفان حال کے سوا کسی پر نہ کھلتا۔ مگر ان انگریزی الہامات نے ساری حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے اور اب ہر کس و ناکس معلوم کر سکتا ہے کہ یہ غلط انگریزی اور ٹوٹے پھوٹے نا تمام سے جملے اس خدا کا کلام تو ہو نہیں سکتا۔ جو نہایت فصیح شستہ اور نکھری ہوئی زبان میں گویا ہوتا ہے جس کا کلام فصاحت اور بلاغت میں بے مثل ہی نہیں بلکہ محل اعجاز ہے۔ اور جسکا نمونہ قرآن مجید میں منضبط ہے نتیجہ صاف ہے کہ یہ میرزا جی کی اپنی باتیں ہیں۔ جو وہ خدا کے نام پر دنیا میں شائع کرتے رہے۔ فارسی۔ اور عربی میں آپ کو کافی دسترس تھی اسلئے بڑے بڑے قصائد

لکھ دئے۔ اور دنیا کو مقابلہ کے لئے للکارا لیکن انگریزی سے بے بہرہ تھے اسلئے جو کسی سخرے نے کہہ دیا کہ Words of God cannot exchange کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں بس یہی لے اڑے۔ اور اتنی توفیق نہ ہوئی کہ کسی انگریزی جاننے والے سے اسکی اصلاح کرالیں تاکہ اِس الہام کی مٹی پلید نہ ہوتی۔ کہ اے میرزا!۔

"تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا"، (حقیقت الوحی ص۱۰۲)

میرزا جی کے ظہور سے قبل الہام ایک غیر معمولی شے سمجھی جاتی تھی لیکن ان کے فیضان سے یہ نعمت بہت عام ہو گئی۔ اور وہ اپنی امّت میں اس کے لئے بہت وسیع دروازہ کھول گئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے امتیوں میں یہ مرضِ الہام متعدّی ہو گیا۔ ایک ملہم کو ہم جانتے ہیں۔ جو ایک وقت میں امریکن مشن اسکول سیالکوٹ میں ملازم تھا۔ اور اسکول کا وقت جو لڑکوں کی تعلیم کے لئے تھا اور جس کے لئے اس کو تنخواہ ملتی تھی۔ چہ اگر خدا اسے مکالمہ و مخاطبہ میں صرف کرتا تھا۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اونگھ جاتا۔ اور گویا لاسلکی کی تار برقی شروع ہو جاتی۔ طلبا، استاد کو آنکھ بند کئے مراقبہ میں دیکھتے۔ تو اس قدر شور مچاتے۔ کہ کمرہ سر پر اٹھا لیتے جس سے ملہم چونک اٹھتا اور ایسی بے نقط اور فحش گالیاں اپنے شاگردوں کو سناتا۔ کہ شیطان بھی امان مانگے۔ پھر وہ ڈائری نکالتا۔ اور اسمیں وہ الہامات نقل کر لیتا۔ یہ ڈائری میرزا جی کے ملاحظہ میں بھی آئی تھی۔

باب (۹)

بعض عقائد خصوصی

(۱) حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میرزا صاحب برابر ہیں۔ اور بعض غالیوں کے نزدیک میرزا صاحب افضل بھی ہیں۔
(الفضل جلد ۲ نمبر ۴۳)

(۲) "اِسْمُهٗ اَحْمَدُ" بلحاظ علم حضرت میرزا صاحب کے لئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حقدار نہیں (انوار خلافت ص۲۱)

(۳) کلمہ طیبہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد الرسول اللہ منسوخ ہوگیا۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میرزا صاحب کی نبوت اور رسالت کا قائل نہ ہو (آئینہ صداقت ص۳۵)

(۴) مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوگیا (حقیقت الرؤیا ص۴۶)
(بحوالہ پیغام صلح ۲۹ ستمبر ۱۹۲۳ء)

میرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کی وجہ سے صاف دل اور ایماندار لوگوں کی نگاہ میں تو کھٹکتے تھے۔ لیکن ان کے عقائد بھی عام مسلمانوں کی پریشانی کا باعث ہوئے

جناب میرزا کا عجیب حال ہے۔ کبھی تو وہ لغو اور خلافِ عقل و دانش امور پیش کرتے ہیں اور لوگوں کے نہ ماننے پر ڈانٹتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:۔

"نہیں چاہیے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو۔ ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں"۔ (کشتی نوح ص۱۰)

اور کبھی جمہور اہل اسلام کے عقائد کو غیر معقول اور خلاف فلسفہ و سائنس بتا کر ماننے والوں کو احمق و نادان کہتے ہیں۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی است

ذیل میں ہم ان کے بعض عقائد درج کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے نزدیک کفر و بے دینی ہیں۔

وفاتِ مسیح

"مجھے خدا نے خبر دی ہے۔ کہ عیسیٰ مر چکے۔ اور دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا میں نہ آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر آنے سے روک دیا"۔ (مکتوب عربی ص۰۰)

نفیِ صعود

"کیا تمہارا مسیح آسمان پھاڑ کر آئے گا"۔ (مکتوب عربی ص۱۷۱)

"کیا اس سے پہلے کبھی سنا ہے کہ کوئی انسان آسمان پر گیا اور پھر واپس ہوا ہو"۔ (مکتوب عربی ص۱۷۱)

"نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے جسم خاکی کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں

اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرۂ مہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے"

(ازالہ اوہام ص۴۷)

انکارِ معراج

"سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا" (ازالہ اوہام حاشیہ ص۴۷)

ہاتھی دانت کا خدا

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ رَبَّنَا عَاجْ"۔ اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (یعنی ہاتھی دانت کا) (براہین احمدیہ ص۵۵۶)

خدا کا تصوّر

قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے۔ جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اس وجود کی تاریں ہیں جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ (توضیح مرام ص۷۵)

٭٭٭٭٭٭
٭٭٭

تناسخ

ھ   ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(ست بچن ص۹۴)

ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلۂ تحلیل جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پاکر معدوم ہوجاتا ہے۔ اور دوسرا بدن بدل کر یا نحل ہوجاتا ہے (جنگ مقدس ص۳)

دجّال اور اُس کا گدھا

"دجّال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے" (ازالۂ اوہام ص۴۹۵ تا ۴۹۶)

"وہ گدھا دجّال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں تو اور کیا ہے" (ازالۂ اوہام ص۴۸۵)

دابّۃ الارض

"دابّۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں۔ جو آسمانی قوّت اپنے میں نہیں رکھتے آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی" (ازالہ اوہام ص۵۱۰)

یاجوج ماجوج

اُن دونوں قوموں (یاجوج ماجوج) سے مراد انگریز اور روس ہیں

(ازالہ اوہام ص۵۰۰)

میرزا صاحب نے پادریوں کے گروہ کو دجّال کہا۔ حالانکہ دجّال ایک فرد کا نام ہے۔ نہ ایک جماعت کا۔ لیکن سارے جہان کے مسلمانوں نے یک زبان ہو کر جناب میرزا کو دجّال کا خطاب دیا۔ اور عیسائیوں نے بھی اس پر صاد کیا۔ پھر ریل گاڑی جسے خرِ دجّال کہا بارہا اس پر سوار ہوئے۔ اور خدا کی شان انکی لاش بھی اسی خرِ دجّال پر لاد کر لاہور سے قادیان پہنچائی گئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یہ کیسا ہے خرِ دجّال عیسیٰ جس پہ ہے یارو
بصد منت بصد خواہش کرایہ دیکر چڑھتا ہے

انکارِ ملائکہ

(۱) جبرائیل علیہ السلام جسکا سورج سے تعلق ہے۔ وہ بذات خود حقیقتاً زمین پر نہیں اترتا۔ اس کا نزول جو شرع میں وارد ہے۔ اس سے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے۔ اور جو صورت انبیاء علیہ السلام دیکھتے تھے۔ وہ جبرائیل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی۔ جو ان کے خیال میں متمثل ہو جاتی تھی۔ (توضیح مرام ص۳۲)

(۲) ملک الموت بذاتِ خود زمین پر اتر کر روح قبض نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی تاثیر سے قبض روح ہوتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ نجوم کی تاثیر سے ہو رہا ہے۔ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں۔ وہ سیّاروں کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ لہذا وہ کبھی سیّاروں سے جدا نہیں ہوتے (توضیح مرام ص۳۰-۳۲)

جبرائیل اور ملائکہ کا انکار اس سے زیادہ صاف الفاظ میں اور کیا ہو سکتا ہے
ہندو فلاسفروں کی تقلید میں فرماتے ہیں۔

"دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے"

حالانکہ یہ بالبداہت باطل اور لغو خیال ہے۔ اسی طرح ملائکہ کو ارواح کواکب کہنا مذہب اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اور پھر یہ کہنا کہ "وہ کبھی ستاروں سے جدا نہیں ہوتے، تو لغو تر ہے۔ اور قرآن کے خلاف جس کی رو سے وہ ایک جاندار مخلوق ہیں پر رکھتے ہیں۔ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ اور اس کے حکم کے مطابق زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے مرزا صاحب معجزات کا کس طرح انکار کرتے ہیں:

باب (۱۰)

انکار معجزات

(۱) ممکن ہے کہ مسیح نے کسی معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شبکور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اس زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہوا۔ تو وہ معجزہ آپکا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص۷)

(۲) اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو۔ اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید نہیں۔ کیونکہ حال کے اکثر صناع اکثر چڑیاں بناتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں۔ اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۲)

اب آپ معجزات انبیا کو علم الترب یعنی مسمریزم کے نام سے موسوم کرینگے۔ سنیئے:۔

(۳) یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن مجید میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے۔ کہ ان کو اجزائے متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑوں پر چھوڑا گیا اور پھر وہ بلانے سے آ گئے۔ یہ بھی علم الترب کی طرف اشارہ ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲)

(۴) قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت مردہ زندہ ہو گیا تھا۔ اور واقعی طور پر کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی۔ ......
بلکہ یہودیوں کی جماعت نے خون کیا تھا ان کو یہ تدبیر سمجھائی گئی کہ ایک گائے ذبح کر کے لاش پر نوبت بنوبت اس کی بوٹیاں ماریں۔ اصلی خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو اس لاش سے ایسی حرکتیں سرزد ہونگی جن سے خونی پکڑا جائے ....
اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق مسمریزم کا ایک شعبہ ہے۔ جس کے بعض خواص سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات سے ایک حرکت مشابہ بہ حرکت حیوانات پیدا ہو کر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۷۵۳،۷۵۴ حاشیہ)

(۵) یہ اعتقاد بالکل غلط مشرکانہ اور فاسدانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بنا کر ان میں پھونک مار کر ان کو سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ یہ مسمریزم یا عمل الترب ہے۔ مسمریزم کے طریق کا جو میں نے عمل الترب نام رکھا ہے جسمیں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۲)

(۶) حضرت مسیح کے عمل مسمریزم سے مردے زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے۔ وہ بلا توقف چند منٹ میں مرجاتے تھے۔ واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہ ہوتی تھی۔ بلکہ

صرف ظلّی اور مجازی اور جھوٹی حیات جو علم مسمریزم کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ ایک جھوٹی جھلک کی طرح ان میں پیدا ہو جاتی تھی۔ (ازالہ اوہام ص۲۲۱)

(۷) یہ بات جاننا چاہیئے کہ سلب امراض کرنا۔ اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالنا درحقیقت یہ سب علم مسمریزم کی شاخیں ہیں۔ ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہتے ہیں۔ اور مفلوج اور نیز مبروص و مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہتے ہیں حضرت عیسٰی کے عمل مسمریزم سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے (ازالہ اوہام ص۳۰۰)

میرزا صاحب نے قرآن کریم کے تمام بیان کردہ معجزات کو جو انبیائے بنی اسرائیل سے ظاہر ہوئے مسمریزم اور عمل الترب کہا ہے۔ جو گناہِ عظیم ہے۔ لیکن اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت کہہ کر نہ صرف انکارِ معجزات کیا۔ بلکہ معجزات کو مکروہ اور قابلِ نفرت شے بتایا ہے۔ صاحبِ الہام اور ایسے شخص کا جو مشرف بہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہو۔ تو کیا مذکور، کسی مسلمان کا بھی جو خدا پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ منصب نہیں کہ ایسے ناشائستہ کلمات زبان پر لائے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ:۔

اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹)

اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بتانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان شغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸)

کیا اب بھی کچھ شک ہے۔ کہ میرزا صاحب منکر خدا۔ دہریہ اور ملحد تھے۔ اور اس کے پاک نبیوں کی ہنسی اڑاتے تھے۔ کیونکہ بجز اس کے یہ کیونکر ممکن تھا کہ جس امر کو جناب میرزا معیوب خیال کریں۔ اسے انبیاء اولوالعزم کی طرف منسوب کر کے ان کی تنقیص شان اور تحقیر و تذلیل کے مرتکب ہوں۔ جس کام اور جس عمل کو وہ برا اور قابل نفرت جانیں اسے انبیا کے ذمہ لگائیں۔ خدا کے انبیائے مقربین سے یہ تمسخر روا نہیں اور اس کی کتاب سے یہ استہزا جائز نہیں۔

اے میرزائیو! عقل و ہوش سے کام لو۔ اور خدا کے لئے کچھ تو سوچو کہ یہ کیا بھول بھلیاں ہے۔ اب ایک اور مزے کی بات سنیئے۔ یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ میرزا صاحب نے معجزات کو عمل الترب یعنی مسمریزم کہا۔ پھر اس عمل کو قابل نفرت اور مکروہ بھی کہہ دیا۔ لیکن خود ہی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸)

لو یہ تو کمال ہی ہو گیا۔ "باذن و حکم الٰہی" اور پھر بھی "قابل نفرت و مکروہ" کوئی ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔ دوستو! یہ سب میرزا صاحب کے حافظہ کا قصور اور فتور ہے

میرزا صاحب کے اس قسم کے عقاید کی بنا پر جن میں سے چند ہم نے ذکر کئے ہیں۔ علمائے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور آپ کو انکار کرنا پڑا۔ مگر آپ کا انکار بہت ہی بعد از وقت تھا۔ ان کی کتابوں پر جنہیں عبور حاصل ہے۔ وہ ہرگز اس انکار کی قدر نہیں کر سکتے بہر حال فتویٰ کفر لگنے کے بعد آپ لکھتے ہیں:۔

عام لوگ جانتے ہیں۔ اور شیخ جی (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) کے کفر نامہ کو پڑھ کر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ان حضرات (مولوی

محمد حسین بٹالوی) اور (میاں نذیر حسین دہلوی) نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اِس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا۔ اور دجّال اور ضال اور کافر نام رکھا۔ ان الزامات کی نسبت اگرچہ میں نے بار بار بیان کیا۔ اور اپنی کتابوں کا مطلب سنایا۔ کہ کوئی کلمۂ کفر اُن میں نہیں ہے۔ نہ مجھے دعویٰ نبوّت و خروج از امّت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین کا قائل ہوں۔" (نشانِ آسمانی صفحہ ۳۰)

لیکن اِس قسم کے جوابات سے علماء کی مطلق تسلّی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ میرزا صاحب کی تصنیفات سے بخوبی واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ ان کا عذر بالکل بیہودہ اور لغو ہے۔ اور محض کفر کی زد سے بچنے کے لئے انہوں نے یہ الفاظ لکھ دئے ہیں۔

؂ ؂ ؂ ؂ ؂

؂ ؂ ؂ ؂

؂ ؂ ؂

؂ ؂

؂

(١١)
باب

چٹکیاں اور گدگدیاں

یوں تو میرزا جی ہر فن میں یکتائے زمان تھے۔ مگر ان کا ترشّحِ قلم نوادرِ روزگار کا حکم رکھتا تھا بعض تو انہیں ایک بڑا ادیب خیال کرتے تھے۔ اور ان کے مرید انہیں "سلطان القلم" کہتے تھے۔ ہم بھی انہیں اپنے مخصوص رنگ میں یکتا اور وحید العصر خیال کرتے ہیں۔ خیر آپ نے جو کچھ لکھا علم ادب کے اعتبار سے اُس کا کچھ ہی پایہ کیوں نہ ہو مگر غلط ہوتے ہیں۔ مبالغہ آمیز ہیں۔ قابلِ استہزا، طویل اور بے سروپا ہوتے ہیں نظم یا نثر محیّر العقول ہونے میں بے مثل اور بے نظیر تھا۔ ذاتِ شریف کی نسبت ایسے ایسے دعوی کئے۔ کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ الہامات جو سنائے وہ اس قابل ہیں۔ کہ انسان پڑھے اور ہنسے۔ پھر پڑھے اور پھر ہنسے۔ پیشگوئیاں ایسی ہیں۔ جو یا تو بالکل ہی جھوٹ ثابت ہوئیں۔ یا مبہم ہی رہ گئیں۔ اسلام کو خوب ہی بگاڑا۔ عقائد کی کایا پلٹ دی۔ نبوت کا حال خراب کیا غرض:۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

مگر ان سب باتوں کے علاوہ کچھ ایسے عجیب و غریب لطیفے بھی بیان کئے جن کے لئے ہم نے "چٹکیاں اور گدگدیاں" عنوان تجویز کیا ہے جو عجیب بھی ہیں اور مزیدار بھی جن میں

معرفت بھی ہے اور ظرافت بھی۔ ہم ان میں سے چند یہاں انتخاب کرکے پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین پڑھیں اور اُن کی داد دیں۔ اور جس دماغ کا یہ نتیجہ ہیں اس پر فتویٰ لگائیں۔

خدا کی دوات کی سرخی میرزا جی کے کرتے پر!

(۱) ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا کی زیارت ہوئی۔ اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جنکا مطلب یہ تھا کہ ایسے ایسے واقعات آئندہ ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذات دستخط کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ کے سامنے پیش کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تأمّل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور دستخط کرتے وقت قلم کو جھڑکا۔ جیسا کہ قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح قلم کو جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے۔ اور میرے پر اس وقت نہایت رقّت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا۔ بلا توقّف خدا تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اسی وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پاؤں دبا رہے تھے کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو ہرگز نہ سمجھے گا۔ اور شک کریگا کیونکہ اُس کو ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اِس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کرتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصّہ عبداللہ کو سنایا۔ اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا۔

اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک کے اپنے پاس رکھ لیا۔ جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۵۵)

اللہ اللہ کیسی معرفت کی باتیں ہیں، یہ واقعی "ایک غیر آدمی ہرگز نہ سمجھیگا" کہ خدا تعالیٰ کی لبریز دوات جسمیں خدا تعالیٰ نے نعوذ باللہ اس عجلت سے قلم ڈالا کہ طفلِ مکتب بھی ایسا نہیں کرتا۔ اور آخر قلم کو جھٹکا۔ اور اس کی مطلق پرواہ نہ کی کہ سرخی کے قطرے میرزا جی کے کرتے پر گریں گے۔ یا میاں عبد اللہ کی ٹوپی خراب ہوگی۔ کوئی بدتمیز بچہ بھی ایسی حرکت نہیں کرتا۔ شاید میرزا جی کا وہ کرتہ آج تک محفوظ ہو اور اس کے امتحان سے پتہ چل سکے کہ ایسی سیاہی دنیا کے کس کارخانہ میں تیار ہو سکتی ہے؟ جس کے چھینٹے اس پر پڑے ہیں۔ اور اگر یہ پتہ چل جائے کہ فلاں کارخانہ میں ایسا رنگ تیار ہوتا ہے۔ تو پھر صرف یہ امر دریافت طلب رہ جائیگا۔ کہ خدا کا قلم کہاں سے آیا۔ اور اس کی دوات کس کارخانہ میں تیار ہوئی۔ وہ قلم کتنا بڑا تھا۔ دوات کا حجم کیا تھا؟۔

صاحبزادہ عبد اللطیف کی لاش کی خوشبو

(۲) وہ (صاحبزادہ عبد اللطیف جو میرزا کے مرید تھے) پتھروں سے سنگسار کئے گئے اور ایسی استقامت دکھائی کہ ایک آہ بھی ان کے منہ سے نہ نکلی اور چالیس دن تک ان کی لاش پتھروں پر پڑی رہی اور پھر ایک مرید احمد نور نام نے ان کی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ ان کی قبر سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ایک بال ان کا اِس جگہ پہنچایا گیا جس سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے۔ اور ہمارے بیت الدعا کے ایک گوشہ میں ایک شیشی میں آویزاں ہے (حقیقت الوحی صفحہ ۲۰۲)

چالیس دن تک جو نعش پتھروں پر پڑی رہی اس سے جس قسم کی خوشبو آتی ہوگی وہ

سب قیاس کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ چونکہ نعش بالآخر دفن کی گئی اس لئے اب اسکی خوشبو سونگھنے کا ہمیں شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن صاحبزادہ عبد اللطیف کی بال کی زیارت کے ہم ازبس مشتاق ہیں جس سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔ اور جو میرزا جی کے بیت الدّعاء کے ایک گوشہ میں ایک شیشی میں آویزاں ہے۔

زیارت مسیح علیہ السلام

(۳) اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے (تحفۂ قیصرہ صفحہ ۱۶)

زیارت پنج تن پاک

(۴) ایک دن میں رات کے فرض اور سنتیں ادا کر چکا تھا۔ کہ میں نے ایک آواز سنی۔ جب قریب آگئے تو میں نے پہچانا کہ یہ پنج تن پاک ہیں (دافع الوساوس صفحہ ۵۴۹)

یہ سب عالم بیداری کا ذکر ہے۔ رات کے فرض اور سنتیں ادا کر چکے تھے اور غالباً نفل اور وتر باقی ہونگے کیا دیکھتے ہیں کہ پنج تن زیارت کو چلے آرہے ہیں۔ اور میرزا جی نے انہیں پہچان لیا۔ گویا پہلے سے صورت آشنا تھے۔ خدا کے کیسے کیسے مقبول بندے قبور سے اٹھ کر میرزا جی کی قدمبوسی کو پاپیادہ چلے آتے ہیں۔ آنحضرت کو بھی میرزا صاحب نے بارہا دیکھا۔ اور قیاس غالب ہے کہ وہ بھی ان کی زیارت کو آئے ہونگے کیا شان ہے میرزا صاحب کی۔ یہ مقام عشق ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

اِنَّا اَنزَلنٰہُ قَرِیبًا مِّنَ القَادِیَانْ

(۵) جس روز الہام مذکورہ بالا جسمیں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا۔ کہ میرے بھائی میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے اِن فقرات کو پڑھا۔ انا انزلناہ قریبًا مِنَ القادِیان۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن مجید کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ اور میں نے کہا کہ تین شہروں کے نام اعزاز کے ساتھ قرآن مجید میں درج کئے گئے ہیں۔ مکہ و مدینہ اور قادیان (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶ - ۷۷)

(۶) مسجد اقصٰی سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے۔ معراج میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصٰی تک سیر فرما ہوئے تھے۔ وہ مسجد اقصٰی یہی ہے۔ جو قادیان میں جانب شرق واقع ہے (اشتہار منارۃ المسیح)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭

٭ ٭

٭

باب ۱۲

میرزا کا متضاد کلام

قرآن مجید نے اپنی صداقت میں ایک دلیل پیش کی ہے۔ "وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا" یعنی اگر وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہوتا۔ تو تم اسمیں بہت اختلاف پاتے۔ اور واقعی یہ ایک زرّین اصول ہے۔ اور خدا کا کلام بہرحال اختلاف سے پاک ہونا ہی چاہئے لیکن اگر انسانی کلام میں بھی اختلاف و تناقص پایا جائے۔ تو فوراً ہمیں۔ فتویٰ دینا پڑیگا۔ کہ یہ کسی معقول اور راستگو آدمی کا کلام نہیں۔ بلکہ حافظ بتاشہ کا کرشمہ ہے۔ چنانچہ میرزا جی خود ہی فرماتے ہیں:۔

"ظاہر ہے۔ کہ ایک دل سے دو متضاد باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان یا پاگل کہلاتا ہے۔ یا منافق۔" دست بچن صـ۲۲

اب اس اصول کو خوب ذہن نشین کر لیجیے۔ جو میرزا صاحب نے خود ہی ہمیں بتایا ہے اور پھر ان کے کلام میں تناقص دیکھئے:۔

(۱) ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے جسکو خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔ دست بچن صـ۲۵۶

(۱) تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے ..... الخ ازالہ اوہام صـ۲۰۰

(۲) عیسیٰ نبی اللہ وفات یافتہ است وازیں دنیا بردا شتہ شدہ با آناں پیوست کہ فوت شدہ اند وبلوٹ کر دنیا نخواہد آمد یعنی عیسیٰ مر چکے۔ اور دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا میں نہیں آئینگے (انجام آتھم ص۸۰)

(۳) عیسیٰ مرگیا اور اسکی قبر سرینگر میں ہے (معیار الاخیار ص۱۵)

(۴) من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب یعنی میں رسول نہیں ہوں اور نہ ہی میں کوئی کتاب لیکر آیا ہوں (ازالہ اوہام ص۱۸۰)

(۵) میں مسلمان ہوں اور ان سب اعتقاد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا قائل ہوں۔ مدعی نبوت کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں (آسمانی فیصلہ ص۳)

قران کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ نیا ہو خواہ پرانا (ازالہ اوہام ص۷۶۱)

(۶) اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو ایک غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے (تریاق القلوب ص۱۵۷)

ابن مریم واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ

(۲) جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے۔ تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائیگا۔

(براہین احمدیہ ص۴۹۸-۴۹۹)

(۳) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر فوت ہوا (ازالہ اوہام ص۴۷۳)

(۴) سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص۱۱)

(۵) ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسلئے کہ انمیں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرتے۔ کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھکر کہتے۔ ہم پر کئی سال سے جو وحی نازل ہو رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اسکے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسلئے ہم نبی ہیں (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۶) خدا نے اسی امت میں سے مسیح موعود کو بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۴۸)

اسمیں پائی جائے گی (ازالہ اوہام ص ۵۳۲)

(۷) میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا (تریاق القلوب ص ۳۲۵)

ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ تریاق القلوب ص ۱۳۰)

(۸) ہم اپنی بعض کتابوں میں لکھ آئے ہیں کہ اس زمانہ کے ایسے مولوی سجادہ نشین جو متقی نہیں اور زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ یہ دابۃ الارض ہیں

نزول مسیح ص ۴۳)

(۹) جبرائیل علیہ السلام کے پر بھی چھ سو ہیں۔

آئینہ کمالات ص ۱۲۴

اسی کے اذن خاص سے ملائکہ اور روح القدس زمین پر اترتے ہیں براہین احمدیہ ص ۵۳۷

(۱۰) ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ (کشتی نوح ص ۵)

(۱۱) اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام ربانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو (ازالہ اوہام ص ۱۳۷)

(۱۲) کس طرح کوئی نبی بعد ہمارے نبی کے آسکتا ہے حالانکہ آنحضرت کی وفات کے بعد وحی نبوت بند ہو چکی ہے (حمامۃ البشری ص ۲۰)

(۷) یہ عجیب بات ہے کہ آپ مجھے کافر کہنے والے اور مجھے نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے اور اگر میں مفتری نہیں تو بلا شبہ وہ کفر اسپر پڑیگا۔ جو مجھے نہیں مانتا (حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

(۸) دابۃ الارض جسکا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں اور دل میں ڈالا گیا۔ کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالے نے اسکا نام دابۃ الارض رکھا۔ (نزول مسیح ص ۲۸-۲۹)

(۹) جبرائیل علیہ السلام جسکا سورج سے تعلق ہے۔ وہ بذات خود اور حقیقتہً زمین پر نہیں اترتا (توضیح مرام ص ۳۲)

ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں (توضیح مرام ص ۳۱)

(۱۰) عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں (ازالہ اوہام ص ۶۶۹)

(۱۱) میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی

(اربعین ص ۴ ص ۵ حاشیہ)

(۱۲) اس وقت میں ایک شخص میں ہی ہوں۔ جسکو اپنے نبی کریم کے زمانے پر وحی اللہ پانے میں تیس برس کی مدت دی گئی ہے۔

(اربعین ص ۳ ص ۴)

(۱۲) مولوی عبدالکریم کیلئے بہت دعا کرتے رہے۔ آخر
الہام ہوا۔ اطلع البدر علینا ... جسکا صاف مطلب
یہ ہے کہ مولوی عبدالکریم صحت یاب ہوگا۔
(اخبار الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء)

(۱۳) اے شیعہ لوگو! تم ایسے شخص سے فلاح و نجات
ڈھونڈتے ہو جو نامرادی کے ساتھ قتل کیا گیا
(اعجاز احمدی ص۸۱)

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

یعنی ہر گھڑی مجھے سیر کربلا میسر ہے سینکڑوں
حسین تو میں جیب میں لئے پھرتا ہوں۔
(درثمین ص۲۸۷)

(۱۲) گیارہ اکتوبر کو ہمارے ایک مخلص دوست مولوی
عبدالکریم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت
ہو گئے۔ اسکے لئے ہی ہمیں دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی انکے
لئے تسلی بخش نہ تھا۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۲۶)

(۱۴) حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا۔ اور بلاشبہ
ان برگزیدوں میں سے ہے۔ جنکو اللہ تعالیٰ
اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے
سے معمور کرتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت
میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا۔ اس سے
موجب سلب ایمانی ہے! اور اس امام کا تقویٰ
اور محبت الٰہی اور صبر و استقامت اور زہد و عبادت
ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی
ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں جو اسکو ملی تھی غرض یہ امر
نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے
کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کیجائے۔
(تبلیغ الحق ص۲۰۱)

ان تناقضات کے دیکھنے کے بعد اب آپ چاہیں بقول ان کے انہیں منافق کہیں۔ یا پاگل۔ آپ کو کامل اختیار ہے۔ ہم اپنی طرف سے مزید حاشیہ آرائی غیر مناسب سمجھتے ہیں:۔

باب ۱۳

میرزاجی کے سفید جھوٹ

میرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ کفر بکا تھا۔ کہ معاذ اللہ۔

"آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵)

اور ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ پھر میرزا صاحب کا یہ کسقدر جھوٹ ہے۔ کہ انہوں نے اس صادق الصادقین کی طرف بلا سند جھوٹ منسوب کیا ہے۔ مگر درحقیقت انہوں نے اپنی دروغگوئی کیلئے عذر ڈھونڈا ہے ہم بتائینگے کہ جھوٹ انکے ضمیر میں داخل تھا۔ وہ کتاب اور صفحہ کا حوالہ دیکر بھی جھوٹ بول دیا کرتے تھے۔ اور ہمیں انکی جرأت دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ ہم ذیل میں انکے چند جھوٹ لکھکر احمدی دوستوں کو بتاتے ہیں کہ ہم دعویٰ بلا دلیل نہیں کیا کرتے جو کہتے ہیں اسے ثابت بھی کرتے ہیں۔ اور ہمیں میرزاجی کیطرح جھوٹ بولنے کی مکروہ عادت نہیں ؎ صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ × کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

(۱) قرآن شریف بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے (کشتی نوح ص۵)

بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی ذکریا ۱۴/۱۲ متی ۲۴/۸ مکاشفہ ۲۲/۸ (کشتی نوح ص۵ درحاشیہ)

(۲) سنت جماعت کا مذہب ہے۔ کہ امام مہدی فوت ہو گئے (ازالہ اوہام ص۵۲۷)

(۳) حضرت مسیح کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئیے یہ مجوسی اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ)

(۴) مولانا ثناء اللہ صاحب کی بابت لکھتے ہیں، ڈو دوا آنے کیلئے در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے۔ مردوں کے کفن اور وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے۔ (اعجاز احمدی) ص۲۳

(۵) قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ عیسیٰ نے ملک کشمیر کی طرف ہجرت کی بعد اسکے کہ آپ کو اللہ نے بڑے فضل سے نجات دی اور اس ملک میں بہت مدت تک بستے رہے حتی کہ مر گئے اور مردوں میں جاملے اور آپ کی قبر شہر سری نگر میں جو اس خطہ کے سب سے بڑے شہروں میں ہے اب تک موجود ہے..... تسلی اور اطمینان کیلئے اس کتاب (اکمال الدین) کو پڑھنا چاہیئے کیونکہ اسمیں بیان تفصیل کیساتھ لکھا ہوا ہے (رسالہ الہدیٰ ص۱۰۹)

کتاب اکمال الدین کا حوالہ دیکر میرزا جی نے لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ محض بہتان سراسر افترا اور سفید جھوٹ ہے۔ کہ اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے دوران قیام لندن میں ہمارے ایک دوست نے برٹش میوزیم کے کتب خانہ میں اس کتاب کو بزبان فارسی پڑھا ہے بغور ابتدا سے آخر تک پڑھا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ ملک ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا۔ اسکی مملکت میں مذہب اسلام پھیل چکا تھا۔ جب یہ تخت نشین ہوا۔ تو اہل اسلام سے بغض رکھنے لگا۔ اور فقرا اور صلحا کی دل آزاری کرنے لگا آخر اسکے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ منجموں نے اسکے طالع کی نسبت کہا۔ کہ یہ شہزادہ زاہدوں اور عابدوں کا پیشوا ہوگا اور دینوی اقبالمندی اسے نصیب نہ ہوگی۔ بادشاہ نے اسکی تربیت کا خاص انتظام کیا۔ اور ہر ممکن کوشش کی کہ دینی امور کا ذکر نہ سنے۔ اور اسے دنیا سے بے رغبتی ہو مگر یہ سب کچھ بے سود ثابت ہوا۔ اور شہزادے کی رغبت اسی طرف بہت مائل ہو گئی۔ اسنے علم دین حاصل کیا۔ سلطنت پر لات ماری اور فقر اختیار کیا غور کرو یہ تو ہندوستان کے ایک شہزادے کا ذکر ہے۔ جس نے تاج و تخت کو خیر باد کہا اور گدائے بوریہ نشین بن بیٹھا۔ دنیا اور اسکی ساری لذت کو ترک کرکے خدا اور اسکی رضاجوئی کو مقدم جانا۔ اس ہندی نژاد شہزادے کو حضرت عیسیٰ کہا۔ لوگونکو دھوکا دینا کیا۔ دروغ بے فروغ نہیں۔ اور میرزا جی کی جرأت دیکھئے کہ یہ کتاب کا حوالہ دیکر بھی جھوٹ بولنے سے نہیں چوکے۔

باب ۱۴

میرزا جی کی بدزبانی

مشہور مسیحی مصنف مسٹر اکبر مسیح مرحوم اپنے رسالہ "غربت عیسوی" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"جن لوگوں کو ضرورتاً میرزا جی کی تصانیف پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ مناظرہ میں فحش بیانی سخت کلامی بدزبانی بلکہ گالی کوسنے کا میرزا جی نے سرکار سے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ آپ اس فن کے جگت استاد مانے جاتے ہیں۔ ہر مذہب کے بزرگوں کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے دست دزبان سے کسی مومن کو امان نہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ آپ ہی کی انشاپردازی سے گبرو مسلمان کا چلن بگڑا۔"

مولوی چراغدین جموی لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"ہندوستان میں جو شخص دینی مباحثہ میں اپنی بدزبانی اور دریدہ دہنی بلکہ فحش کلامی کیلئے شہرۂ آفاق ہوا جسکی نسبت اہل الرائے کی یہ مستقل رائے ہے کہ دینی مناظرہ میں گندگی اور خباثت کے چلن کو اسنے رواج دیا جو اس فن کا استاد اور موجد ہے وہ میرزا کادیانی ہے" (رسالہ تجلی ۲۰)

لیکن یہ ایک عیسائی اور ایک مخالف مسلمان کی رائے ہے۔ اور اگر ہم حقیقتِ حال دریافت کئے بغیر صرف اسی پر انحصار کر کے میرزا جی کے خلاف فیصلہ دے دیں۔ تو بڑی بے انصافی ہو گی۔ اسلئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا واقعی میرزا جی ایسے بدزبان فحش بیان اور گندہ دہن تھے۔ یا یہ محض افترا ہے۔

کیا جناب میرزا اس الزام کو قبول کرتے ہیں؟ اور اسکی سچائی کے معترف ہیں نہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ :۔

"ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ وَتَھْذِیْبِ الْاَخْلَاق
یعنی خدا وہ ہے۔ جسنے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب الاخلاق کیساتھ بھیجا" (اربعین ۳ ص ۲۵، ۲۶)

پھر ضرورت امام میں لکھتے ہیں :۔

"چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ اسکو دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اسلئے اخلاقی قوت بھی امام کو اعلیٰ درجہ کی عطا کیجاتی ہے (ضرورت امامؑ)

اور میرزا جی کا دعویٰ ہے۔ کہ :۔

"راستی کو تہذیب اور نرمی سے بیان کرنا ہمارا شیوہ ہے" "بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے" (رسالہ شحنۂ حق ص ج)

پھر آپ اپنے رحم و حلم اور صبر و ضبط کو کس خوبصورت اور مؤثر پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ :۔

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (آئینۂ کمالات ص ۲۲۵)

مذکورہ بالا الفاظ کو پڑھکر ہر شخص بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔ کہ یہ نہایت ہی با اخلاق اور مہذب انسان کا کلام ہے۔ جو دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتا۔ جسے اپنے غیظ و غضب پر اسقدر قابو ہے کہ وہ گالیاں سنکر بھی چیں بجبیں نہیں ہوتا بلکہ دعائیں دیتا ہے بھلا ممکن ہے کہ ایسا شخص کسی کے حق میں بدزبانی کرے۔ اور اسے بھلا برا کہے۔ مگر نہیں ابھی آپکو معلوم ہو جائیگا کہ میرزا جی کے قول و فعل میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ زبان سے تو تہذیب اور شائستگی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر ان کی تصانیف کا مطالعہ کرنیکے بعد ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ تہذیب ماشاء اللہ

آپ کو چھو نہیں گئی۔ اور آپ کی تمام کتابیں فحش گالیوں اور بیجا حملوں سے بھری پڑی ہیں۔ ہم اپنے دعوے کی تائید میں صرف چند ایک کتابوں سے ان کی تہذیب اور شائستگی کے نمونے دکھلاتے ہیں۔ اس سے ناظرین اندازہ کر لیں کہ باقی کتب میں کیا کچھ بھرا ہو گا سنیئے:۔

(۱) اٰخِرُھُم شیطان الاعمٰی والغول الاغوٰی یقال لہٗ رشید احمد جنجوھی وھو شقی کالامروھی ومن الملعونین۔ (مکتوب عربی صفحہ ۲۵۲)

یعنی سب سے آخر شیطان اور دیو گمراہ ہے۔ کہ جسے رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ اور محمد حسن امروہوی کی طرح بدبخت ملعون ہے۔

(۲) یہودی صفت مولوی ان کے ساتھ ہونگے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳)

(۳) شاید بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔ (" " صفحہ ۶)

(۴) مردار اور خبیث فرقہ (" " ص ۹)

(۵) خنزیر سے زیادہ پلید...... اے مردار خور مولویو اور گندی روحو...... اے اندھیرے کے کیڑو۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱)

(۶) بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو سنتے ہی بول اٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں۔...... لیکن جاننا چاہیئے۔ کہ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸)

(۷) یہ مردہ پیر پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸)

(۸) پلید نالائق فتح مسیح۔ (" " ص ۸)

(۹) آتھم تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر میں داخل ہو گیا۔ (" " ص ۸)

(۱۰) وہ شخص نہایت درجہ کور باطن ہے۔ کہ جواب بھی حال کے پادریوں کو دجال اکبر نہیں سمجھتا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۲)

(۱۱) جسقدر فقرا ہیں سے اس عاجز کے منکر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مطالبہ الیہ

سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹ حاشیہ)

(۱۲) بدذات یہودی صفت پادریوں کا اسمیں منہ کالا ہوا۔ (" " " ص۵)

(۱۳) تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ (" " " ص۵۰)

(۱۴) خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں (" " " ص۲۱ حاشیہ)

(۱۵) اے بدذات فرقہ مولویاں! (انجام آتھم ص۲۱)

(۱۶) بے ایمان اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی (ضمیمہ انجام ص۲۲)

(۱۷) نجاست خور پادری (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۳)

(۱۸) ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کیطرح کوچوں اور بازاروں میں ناچتے پھرتے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۳)

(۱۹) پلید ذریّت شیطان فتح مسیح (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴)

(۲۰) بدکاروں نجاست خوروں کی بے ادبیوں سے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴)

(۲۱) (محمد حسین بٹالوی۔ عبد الحق۔ احمد اللہ۔ اور ثناء اللہ امرتسری کی نسبت) یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵)

(۲۲) اب عبد الحق کو پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ)

(۲۳) مگر اسکی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا اور اب تک اسکی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۳ حاشیہ)

(۲۴) اے اسلام کے عار مولویو۔! (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۲)

(۲۵) ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہیگی۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دینگے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳)

(۲۷) اندھے پادریوں اور یک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا۔
(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۴۷)

(۲۸) نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸)

(۲۸) یہ لوگ جو پادریانہ شرف رکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں۔ ان کو نہ فطرتی حیا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کا خوف۔ (انجام آتھم ص۱۷ حاشیہ)

(۲۹) تم جھوٹ مت بولو اور نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱ حاشیہ)

(۳۰) و نجبہ ہو سگاں بجامہ من دراو یخت و سخن ہائے بزبان خود آد۔ (کہ بجز شیطان لعین ہیچ کس بدآں گونہ تکلم نہ کند (مکتوب عربی ص۲۵۳) یعنی کتوں کی طرح مرے کپڑے نوچے اور اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے کہ بجز شیطان ملعون کے کوئی نہ نکال سکتا تھا۔

(۳۱) رئیس المفترین پولوس کہ رئیس مفترین بود (مکتوب عربی ص۱۹۵)

(۳۲) میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جنکے دلوں پر خدا نے مہر کردی وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷ ص۵۴۸ ترجمہ)

دوستو! یہ اس شخص کا کلام ہے۔ جو چودھویں صدی کے سر پر مسلمانوں کا امام ہو کر آیا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اسکو جہاں کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اسلئے اخلاقی قوت بھی اعلیٰ درجہ کی اسے عطا کی۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر تباں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگرے

یہ جو کچھ ہم نے نقل کیا ہے۔ جناب میرزا کی مکروہات و مذموماتِ اور لغویات کا عشر عشیر بھی نہیں۔ مصنف عصائے موسیٰ نے ان کی گالیوں کو انتخاب کیکے ابجد کے لحاظ سے تر

کیا ہے۔ مگر اسمیں یہ نقص ہے۔ کہ اصل کتاب کے حوالہ نہیں دئے گئے اور صرف عبارتیں نقل کردی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق بیہودہ گوئیوں کا بے حساب ذخیرہ انکی کتابوں سے جمع کرسکتا ہے ہم نے تو صرف ان کی ایک دو تصنیف کے چند اوراق سے یہ سب کچھ بادلِ ناخواستہ فراہم کیا ہے۔ اور بس کیلئے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ کسی شاعر نے اپنے محبوب کی تعریف میں کہا ہے ؎

اثر لبھانے کا جاناں تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

لیکن میرزاجی کی زبان اور آنکھ دونوں میں جادو ہے۔ سحر زباں تو آپ فرما چکے آنکھ کا جادو دیکھنا منظور ہو۔ تو آغاز کتاب میں ان کی تصویر[1] ملاحظہ ہو۔

---

[1] افسوس ہے کہ جو تصویر ہم منسلک کرنا چاہتے تھے ان کا بلاک گم ہوگیا۔ اشاعت ثانیہ میں اس کی تلافی کردی جائے گی۔ **اذاد**

باب ۱۵

مسیحِ مریض

حضرت مسیح علیہ السلام اپنی شفا بخشی کی خصوصیت کے سبب دنیا میں اسقدر مشہور ہیں۔ اور ان کی مسیحائی اس حد تک زبان زد خلائق ہے۔ کہ بے شمار تیر بہدف ادویات انکے نام سے مشہور ہیں۔ اور سب سے بڑا فخر جو کسی طبیب حاذق صاحبِ کمال کو ہو سکتا ہے۔ وہ ان کی نسبت کا ہے۔ کہ مسیح زماں سے بڑھکر کوئی خطاب نہیں سمجھا جاتا۔ کیوں؟ اسلئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سراپا شفا تھے۔ ان کے بدن کو چھونے سے خطرناک اور مایوس العلاج مریض شفا پا جاتے تھے۔ اور ان کے دم سے جی اٹھتے تھے۔ اور جب یہ حالت ہو تو کب ممکن ہے۔ کہ وہ خود بھی کبھی بیمار ہوئے ہوں۔ اسلئے کسی کو یہ ثابت کرنیکا دعویٰ ہے نہ ہمت کہ عمر بھر کبھی ان کا سر بھی دکھا ہو۔ اب اس شخص کیلئے جو مسیح کے نام پر آئے اور ان کی تمام صفات و کمالات اپنے اندر رکھنے کا مدعی ہو۔ تو ضروری ہے کہ اگر وہ دوسروں کو شفا نہ دے سکے۔ تو کم از کم خود امراض گوناگوں کا شکار اور دائم المریض نہ ہو لیکن میرزا جی کا حال عجیب زبوں اور خستہ ہے۔ کہ جس قدر جسم پر بال تھے۔ انہیں اسیقدر عوارض لاحق تھے جن کے باعث وہ ہمیشہ تکلیف اٹھاتے

رہتے تھے اور غالباً انہیں کے حق میں کسی نے یہ برجستہ اور پر مغز مصرعہ کہا ہے کہ

مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہیں۔

ذیل میں جناب میرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں ان کی بیماریوں کی فہرست درج کیجاتی ہے۔ تاکہ ناظرین کرام کو مسیح قادیان کی زبوں حالی پر ترس آئے :۔

(۱) میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور درد سر کی بیماری مجھے ۳۰ سال سے ہے۔ (انجام آتھم)

(۲) ایک دفعہ قولنج زحیری کو سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے (حقیقت الوحی ص۲۳۴)

(۳) ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ (حقیقت الوحی ص۲۳۵)

(۴) دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصے میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصے میں۔ اوپر کے حصے میں دوران سر ہے۔ اور نیچے کے حصے میں کثرت پیشاب اور یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں۔ جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونیکا شائع کیا میں نے انکے لیے دعائیں کیں مگر منع میں جواب پایا۔ (حقیقت الوحی ص۳۰۷)

(۵) دن کے وقت ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا حرکت سے معطل ہو گیا۔ اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا۔ اور سخت درد ہوتی تھی خیال گذرا کہ یہ فالج کی قسم نہ ہو۔ (بدر جلد نمبر ۲ نمبر ۳۲ ص۱ طبع ۱۹۰۴ء)

(۶) ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب سے بہت تکلیف ہوئی کئی دفعہ سو سو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا اور دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہو گئے جس سے کاربنکل کا اندیشہ تھا (البشریٰ جلد دوم ص۷۴–۷۵۔۲۵۰)

(۷) میں نے کئی دفعہ بیماریوں میں آزمایا۔ کہ پیشاب بار بار آرہا ہے۔ دست بھی لگے ہیں آخر خدا سے دعا کی صبح کو یہ الہام ہوا۔ دعاءک مستجاب) اسکے بعد ہی وہ کثرت جاتی رہی (البدر جلد ۲ نمبر ۱۰ ص۷۵) (البشریٰ جلد ۲ ص۳)

(۸) کھانسی کی شدت بہت ہوتی تھی اور بعض وقت حالت جان کندنی کی سی ہو جاتی تھی اور کوئی امید زندگی کی باقی نہ رہتی تھی۔ (البدر جلد ۳ نمبر ع۳)

(۹) ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہو گیا (البشریٰ جلد ۲ ص۱۳۱ اور تذکرۃ الشہادتین ص۷۳-۷۲)

(۱۰) عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے بجز دو وقت ظہر اور عصر کی نماز کیلئے بھی نہیں چل سکتا۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ اور ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دورہ سر شروع ہو جاتا ہے۔ اور دل ڈوبنے لگتا ہے جسم بالکل بیکار ہو جاتا ہے اور جسمانی قوتے ایسے مضمحل ہوگئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔ امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں۔ (بدر جلد ۲ ع ۲۱)

میرزا جی نے ان تمام عوارض کا علاج کرایا لیکن شفا نہ ہوئی آیام نصیب نہ ہوا اور انکی بیوی نصرت جہاں بیگم بھی باوجود سخت کوشش کے دائم المریض ہی رہی اور لطف یہ ہے کہ اپنے خلیفہ مولانا حکیم نور الدین ایسے یکتائے زمان طبیب کی حذاقت بھی کارگر نہ ہوئی اور حکیم صاحب کی خدمت سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اسلئے کہ خدا کو منظور تھا۔ کہ ہر پہلو سے میرزا صاحب کی تکذیب ہو۔ اور ان کا پول کھلے آخر کار آپ مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر اس جہاں سے گذر گئے وہ مر گئے ہمیں ایک دن مرنا ہے جہاں سے کوچ کرنا ہے ہے نام اللہ کا۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ میرزا صاحب کی موت قبل از وقت تھی کیونکہ ان کی بتائی ہوئی میعاد ابھی پوری نہ ہوئی تھی اسّی برس کی عمر میں انہیں جانا تھا۔ اور اسٹھ برس کی عمر میں چل دئے۔ خیر انکی وفات حسرت آیات کی "جانکاہ" اور "جگر فرسا رپورٹ" سنیئے۔

"برادران جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا ہضم نہ ہونیکے ہو جایا کرتی تھی۔ دل سخت کمزور اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی اور عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آ جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے مقام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جبکہ آپ سارا دن "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لیگئے۔ تو واپسی پر حضور کو پھر اسی بیماری

حاشیہ: اطال اللہ بقاءک۔ اثنتی یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ (حقیقت الوحی ص ۹۶)

کا دورہ شروع ہوگیا۔ اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے۔ مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور قریباً گیارہ بجے ایک اور دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہوگئی۔ اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویات دی گئیں۔ اور اس خیال سے کہ دماغی کام کیوجہ سے یہ مرض شروع ہوتی نیند آنے سے آرام ہو جائیگا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔ مگر قریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا۔ جس سے نبض بالکل بند ہوگئی۔ اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفتہ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا۔ اور برادرم ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو بھی طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے۔ تو میرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا۔ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہوگیا ہے۔ آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی اسلئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے۔ اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔ یہانتک کہ سوا دس بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔

اِنا للہ وَاِنا الیہ راجعون ۔" (ضمیمہ غیر معمولی پرچہ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

میرزا جی کی موت اہل بصیرت کیلئے عبرت کا مقام ہے۔ انسان کیسا جاہل اور نادان ہے، وہ اِس چند روزہ زندگی اور اسکی جھوٹی عیش و عشرت پر ایسا فریفتہ ہوتا ہے۔ گویا مرنا اسے یاد ہی نہیں رہتا۔ کیسے کیسے خود سری کے دعوے کرتا ہے۔ خدا کی خدائی سے برسرپیکار ہوتا ہے۔ اور قضا و قدر سے بھڑ جاتا ہے وہ سرکش انسان اور خاک میں مل جاتی ہیں اسکی خام خیالیاں اور باطل امیدیں مبارک ہیں وہ جو اپنے انجام پر نظر رکھتے ہیں۔

اور وں کو مارنے کے جو رہتے تھے مدعی ۔۔۔ ہر روز چھاپتے تھے جو دعوے نئے نئے
میرزائے کادیانی کذاب الغرض ۔۔۔ دُنیا سے آپ ہی بصد ارمان چلے گئے

باب ۱۶

ہلاکت میرزاجی کے دم سے

شعرائے متقدمین میں مرزا رفیع الدین سودا کا بڑا پایہ ہے۔ ہجوگوئی میں انہیں بہت کمال حاصل تھا اور لوگ ان سے ڈرتے تھے کہ کہیں بگڑے تو ہجو نہ لکھ دیں۔ مولانا محمد حسین آزاد "آب حیات" میں ان کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ "عالم۔ جاہل۔ فقیر۔ امیر۔ نیک بد کسی کی ڈاڑھی ان کے ہاتھ سے نہیں بچی۔ غنچہ نام ان کا ایک غلام تھا۔ ہر وقت خدمت میں رہتا تھا اور ساتھ قلمدان لئے پھرتا تھا جب کسی سے بگڑتے۔ تو فوراً پکارتے۔ ارے غنچہ! لا تو قلمدان۔ ذرا میں اس کی خبر تو لوں۔ یہ مجھے سمجھا کیا ہے۔ پھر شرم کی آنکھیں بند۔ اور بے حیائی کا منہ کھول کر وہ۔ وہ بے نقط سناتے تھے کہ شیطان بھی امان مانگے"۔ یہی حال جناب مرزا صاحب کا تھا۔ کہ جس سے مخالفت ہوئی۔ اس بھلے مانس کی مذمت کی۔ گالیاں دیں۔ تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھا اور جو دل میں آیا کہہ دیا۔ اسی پر طرہ یہ کہ جھٹ موت کی دھمکی دی۔ اور بیماری و لاچاری یا سخت تکلیف اور مصیبت کی پیشگوئی کر دی۔ آپ کی زبان تو بدگوئی میں سودا سے کم نہ تھی۔ لیکن فرق آپ کو لوگوں پر ہلاکت اور تباہی۔ ذلت و بربادی لانے اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنے میں تھا۔ ہمارا تو ایمان ہے۔ کہ میرزا صاحب خدا کی کائنات میں ایک

بے مقدار ذرّہ اور ایک بے حقیقت شے تھے۔ ان کی کیا طاقت تھی۔ کہ خدا کے انتظام میں دخل دے سکتے۔ وہ دعا کرتے اور لوگ مرجاتے! لیکن انہیں اپنی بد دعاؤں پر بڑا ناز تھا۔ اور ان کا دعویٰ تھا۔ کہ ہزاروں اور لاکھوں ان کی بد دعا سے مرگئے مردوں کے جلانے کا نہ میرزا صاحب کو دعویٰ تھا نہ ان کے مرید ایسے ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں سنایا جاتا ہے تو بس یہی کہ دیکھا۔ انہوں نے پیکانِ اجل سے کیسے بے امان تیر چلائے۔ ملک الموت ان کی تائید کے لئے ان کے ہم رکاب رہتا تھا۔ وہ جس طرف آنکھ اٹھاتے۔ لوگ موت کی نیند سوجاتے۔ ان کا مارا پانی نہ مانگتا تھا۔ سبحان اللہ کیا ہی کرامت ہے! اور خصوصاً "مسیح موعود" کے لئے!! کسی مہیب قاتل نے اپنی زندگی میں اتنے خون نہ کئے ہونگے۔ جتنے اس "امن کے شہزادے" نے کئے۔ اور کسی قصاب نے اتنی بھیڑ بکریاں نہ ذبح کی ہونگی۔ جتنے انسانوں کو ذبح کرنے کا اسے دعویٰ ہے۔ کوئی جان سے مارا گیا۔ کوئی بیماری میں مبتلا ہوا۔ کسی کو مالی نقصان پہنچا۔ کوئی سزایاب ہوا۔ یا اور مصیبتیں اس پر آپڑیں۔ غرض کسی مخالف پر کوئی بھی آفت آئی جھٹ میرزا صاحب نے فرمادیا۔ کہ یہ ہمارا اعجاز ہے۔ ہماری مسیحائی کی دلیل ہے اور یہ سارا مابدولت کا کاروبار ہے کتاب کے دیباچہ میں ہم میرزا صاحب کی اس خصوصیت کا ذکر کرچکے ہیں۔ اور کیا لکھیں۔ بس اب مخالفین میرزا کی فہرست ملاحظہ کیجئے۔ کہ جو بیچارے انکی پیشگوئیوں کے مطابق شکار اجل ہوئے۔ یا ان پر سخت مصیبت آئی۔ ان کا شمار لاکھوں تک پہنچ گیا۔ دعا کرو۔ کہ **الٰہی تجھے اپنی شان رحیمیت و منصب ربوبیت کا واسطہ اپنے بندوں کو ایسے نبیوں سے محفوظ رکھ** ۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) میری پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے قریب لوگ مرگئے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۳۵)

(۲) دعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں۔ جناب الٰہی میں مقبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب ان پر آگ کی طرح برسا۔ اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا۔ ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونے کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں۔

مولوی رسل بابا باشندہ امرتسر ۔ ۔ ۔ ۔ طاعون سے ہلاک ہوا ۔ ۔ ۔

محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ طاعون سے ہلاک ہوا ۔ ۔ ۔

چراغدین جموں اٹیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معہ اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا

نور احمد موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ طاعون سے مر گیا۔

مولوی زین العابدین مولوی فاضل و منشی فاضل انجمن حمایت اسلام کا مقرب مدرس طاعون سے مر گیا اور اس کے گھر کے سترہ آدمی طاعون سے ہلاک ہوئے۔

کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکیدار تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جوانی کی عمر میں شکار موت ہوا۔

حافظ سلطان سیالکوٹی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بسخت طاعون سے اسی ۱۹۰۶ء میں ہلاک ہوا۔ اور اس کے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے

حکیم محمد شفیع سیالکوٹی جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا۔ اور اس کی بیوی اس کی والدہ اور اس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے۔

میرزا سردار بیگ سیالکوٹی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۲۵ تا صفحہ ۲۲۶)

(۳) رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا - اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا - اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے - جیسا کہ مولوی شاہ دین لدھانوی اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ لدھانوی جو درجہ اول کے مخالف تھے - تینوں فوت ہو گئے - ایسا ہی عبدالرحمٰن محی الدین لکھوکی والے . . . . . فوت ہو گئے (حقیقت الوحی ص۲۲۸)

(۴) مولوی غلام دستگیر قصوری . . . . . ہلاک ہو گیا - (حقیقت الوحی ص۲۲۸)

(۵) مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا (حقیقت الوحی ص۲۲۸)

(۶) احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا - اور دن رات ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا - کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا - اور میعاد کے اندر محرقہ تپ سے ہوشیار پور کے شفا خانہ میں فوت ہو گیا (حقیقت الوحی ص۱۹۰)

(۷) پھر جیسا کہ پیشگوئی میں لکھا تھا - کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اس کے عزیزوں میں ہونگی - وہ امر بھی وقوع میں آگیا - اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئے (حقیقت الوحی ص۱۹۱)

(۸) ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پندرہ ماہ کے اندر موت کی پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہو گئی ہے (حقیقت الوحی ص۲۱۲)

(۹) ایک شخص ڈوئی امریکہ کا رہنے والا تھا اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا . . . . . . میں نے اسے لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اس کے یہ بھی لکھا - کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کریگا - تب بھی خدا اسے تباہ کر دیگا . . . . . . نتیجہ یہ ہوا - کہ کئی لاکھ روپے کی ملکیت سے اس کو جواب مل گیا - اور بڑی ذلت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہو گیا - ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ چل نہیں سکتا . . . . اور امریکہ

کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابلِ علاج نہیں شاید چند ماہ تک مرجائیگا (حقیقت الوحی صفحہ ۲۱۶)

(۱۰) اس جگہ دشمن سے مراد ایک ڈپٹی انسپکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تھا۔ آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔ (حقیقت الوحی ص ۲۱۶)

(۱۱) ایک شخص مسمی چراغدین ساکن جموں میرے مریدوں میں داخل ہوا تھا۔ پھر مرتد ہوگیا ...... میں نے اس کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ وہ غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہوگا اور خدا اس کو غارت کریگا۔ چنانچہ وہ ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو معہ اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ (حقیقت الوحی ص ۲۲۰)

(۱۲) پنڈت دیانند جو آریوں کے لئے بطور گرو کے تھا .... فوت ہوگیا (حقیقت الوحی ص ۲۲۱)

(۱۳) تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے پھر مولوی غلام دستگیر وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکّہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنے یکطرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے ...... پھر لدھانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبداللہ مولوی عبدالعزیز جنہوں نے کئی دفعہ مباہلہ کے رنگ میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا۔ وہ بھی اس الہام کے بعد گذر گئے۔ پھر امرتسر کے مولوی رسل بابا تھے۔ وہ بھی کوچ کر گئے۔ اسی طرح بہت سے پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہاں کو چھوڑ گئے اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جائے۔ تو وہ بھی ایک رسالہ بنیگا (حقیقت الوحی ص ۲۲۷)

(۱۴) منجملہ ہیبت ناک اور عظیم نشان کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے (حقیقت الوحی ص۲۸۷)

(۱۵) لودھانہ میں ایک صاحب میر عباس علی تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے - مرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدھانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اسطرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے - کہ ایک حجرے میں ہم دونوں بند کئے جائیں اور دس دن تک بند رہیں - پھر جو جھوٹا ہوگا مر جائیگا - . . . . . . میں نے کہا اب بس خدا کے فیصلہ کے منتظر رہو - پھر اسی حال میں وہ فوت ہو گئے - اور کسی حجرے میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی - (حقیقت الوحی ص۲۹۴-۲۹۵)

(۱۶) ایک شخص سمج رام نام امرت سر کی کمشنری میں سر رشتہ دار تھا . . . اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھتا تھا - ناگہانی موت سے اس دنیا سے گذر گیا (حقیقت الوحی ص۲۹۶)

(۱۷) تمام بالمقابل مولویوں سے جو باون تھے آج صرف بیس زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار - باقی سب فوت ہو گئے - مولوی رشید احمد اندھا ہوا - اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جبکہ مباہلہ کی دعا میں تھا - مولوی شاہ دین بھی دیوانہ ہو کر مر گیا - مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا - اور جو زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہیں حالانکہ انہوں نے مسنون طریقہ پر مباہلہ نہیں کیا تھا - (حقیقت الوحی ص۳۰۰)

(۱۸) قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ مولوی اسمٰعیل باشندہ

خاص علی گڑھ ایک دفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا
(حقیقت الوحی ص۳۳)

(۱۹) مولوی محمد حسین بھین والا نے میری کتاب اعجاز احمدی پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ کے پیچ میں ڈال دیا - چنانچہ اس تحریر پر ایک سال نہیں گذرا تھا۔ کہ بڑے دکھ کے ساتھ اسی جہان سے گذر گیا۔ اور جوانا مرگ موت ہوئی۔ (حقیقت الوحی ص۲۴۳)

(۲۰) مولوی عبدالرحمٰن محی الدین کئی سال ہو گئے۔ کہ اس دنیا سے گذر گیا۔ اور اب اسکا زمین پر نام و نشان نہیں (حقیقت الوحی ص۳۷۵)

(۲۱) مولوی نور احمد معہ اپنے مددگار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران مولوی غلام یار تھے مر گیا۔ (حقیقت الوحی ص۳۶۲)

(۲۲) ستائیسواں ۲۷ نشان کرم دین جہلمی کی نسبت پیشگوئی جس کی رو سے آخر وہ عدالتی سزا پا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۲۱۱)

(۲۳) شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ وہ ایک سخت بلا میں مبتلا ہو گا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ مرض فالج میں مبتلا ہو گیا۔ (حقیقت الوحی ۲۳۲)

یہ ان مصائب اور آفات و بلیّات ارضی و سماوی کی ایک غیر مکمل فہرست اور ہلاکت و بربادی کا ناتمام گوشوارہ ہے۔ جو حضرت میرزا صاحب کے فیض نبوت کی بدولت روئے زمین پر ظاہر ہوئیں۔ کاش تقدس مآب ایک ایسی طویل مگر صحیح فہرست اپنے اعجاز و کرامات کی بھی شائع کر دیتے۔ جس سے ظاہر ہوتا۔ کہ فلاں تباہی سے بچ گیا۔ اس نے مصیبت سے امان پائی۔ وہ مردہ تھا۔ جی اٹھا۔ اس پر سے آفت ٹل گئی۔ اسے خدا نے برکت دی۔ وغیرہ۔ مگر یہ نشان تو مسیحؑ مسیح سے ظاہر

ہوئے تھے۔ مسیح دجّال کے نشان بس موت ہے۔ وبائیں اور زلزلے ہیں مخالف کے لئے جوانا موت ہے۔ ذلتیں ہیں۔ رسوائیاں ہیں اور گرفتاریاں ہیں۔ میرزا جی کے ایک پرانے مرید اور گھر کے بھیدی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کیا خوب فرماتے ہیں۔

وبائیں اور حادثات خواہ ہند میں ہوں یا اٹلی میں۔ فارموسا میں ہوں یا سان فرانسسکو میں۔ خواہ انکی حضرت کو خبر بھی ہو یا نہ ہو۔ اپنی تکذیب ہی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں خداوند عالم کو ایک باؤلا سمجھ لیا ہے جو جوشِ حمایت میں از خود رفتہ ہو کر میرزا کی خاطر دنیا کو تباہ کرتا پھرتا ہے۔ اور اتنا بھی نہیں سوچتا کہ اس کے اصل مکذّب اور دشمن کون ہیں دنیا میں کہیں تباہی آئے۔ تو فوراً میرزا صاحب اور ان کے مرید بغلیں بجاتے اور عید مناتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے واسطے ایک نشان ظاہر ہوا ہے اور ہر وقت اس ہوس اور انتظار میں ہیں۔ کہ دنیا تباہ ہو۔ فلاں ہلاک ہو۔ جس قدر زیادہ تباہی آئے اسی قدر ان کے گھر عید ہو (تجلّی مئی ۱۹۰۶ء)

باب ۱۷
میرزا جی کی پیشگوئیاں

یوں تو میرزا جی کی علما نے خوب جانچ پڑتال کی۔ قرآن کی محک پر انہیں کسا اور زرِ قلب کی طرح ۔۔۔ پھینک دیا۔ حدیث کی کسوٹی پر رگڑا۔ اور مسِ خام پایا۔ بعضوں نے عقل سلیم سے فتویٰ چاہا۔ کہ اس قماش کا آدمی نبی ہو سکتا ہے اور جواب نفی میں ملا۔ غرض ہر امتحان میں وہ ناکام نکلے۔ اور ہمیں افسوس ہے کہ ؎

دم باز حیلہ ساز دغا باز خود غرض
کیا کیا تمہارے نام میری جان نکل گئے

لیکن ہماری نظر میں انصاف یہ ہے۔ کہ میرزا جی کو انہیں کے مقررہ کردہ معیار سے پرکھا جائے۔ اور اس کے بعد اگر ضرورت ہو۔ تو کوئی اور معیار بھی قائم کرلیا جائے میرزا جی فرماتے ہیں۔

"ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں"۔(آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸)

اور پھر تحدی کے ساتھ للکارتے ہیں کہ

"اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر جائے تو بھی میرے منہ سے نکلی ہوئی پیشگوئی ملے گی جو خالی جائے"۔ کشتیٔ نوح ص۵

دیکھئے کس زور کا دعویٰ ہے۔ کہ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر جائے۔ تو بھی میری ایک پیشگوئی نہ ملیگی۔ جو غلط نکلی ہو اور فرماتے ہیں۔ کہ یہ میری صداقت کا معیار ہے پس ہم مرزائیوں سے کہتے ہیں۔ کہ میرزا جی کے پیش کردہ معیارِ صداقت کی موجودگی میں تم کیوں کسی اور طریق سے ان کی سچائی لوگوں پر ثابت کرنیکی ناکام کوشش کرتے ہو میرزا جی تو کہتے ہیں کہ "ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں"۔ اور تم از خود قیاسی باتیں گھڑ گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہو۔ کیا وہ طریق امتحان جسے میرزا جی سب سے بڑھ کر اعلیٰ اور فیصلہ کن بتاتے ہیں۔ آپ کے خیال میں غلط اور خلاف قرآن ہے تم کہتے ہو کہ پیشگوئیوں کو الگ رکھو اور صرف قرآنی معیار پر میرزا جی کو پرکھو۔ آج ہم آپ کے مرشد کے حکم کے مطابق ہی ان کا امتحان لیتے ہیں۔ ان کی پیشگوئیاں انہیں کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ اور بتلاتے ہیں کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ امتحان کے دوسرے طریقے بھی درست ہیں۔ لیکن یہ طریقہ مسلمۂ فریقین ہے۔ میرزا جی کا پیش کردہ عام فہم معیار ہے اور واقعات سے متعلق ہے جنہیں عالم و جاہل یکساں طور پر دیکھ کر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی فہرست تو

بہت طویل ہے۔ جو جھوٹی نکلیں۔ لیکن ہم نے ایک معقول تعداد میں سے صرف ایک درجن کے قریب انتخاب کی ہیں اور یہ وہ ہیں جن کی شہرت بہت عام ہو چکی ہے۔ خصوصاً پہلی تین تو ایسی شاندار پیشگوئیاں ہیں۔ کہ انہیں میرزا جی نے مسلمانوں عیسائیوں اور ہندوؤں میں خوب مشہور کیا۔ اور ہندوستان بھر میں ان کا خوب چرچا کیا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :-

(۱) بعض عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرضِ امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جسکی میعاد ۵ رجون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور

(۲) پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک اور پھر

(۳) میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ دسمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاء اور اماتت دونوں خدائے تعالےٰ کے اختیار میں ہیں۔ اور جب تک کوئی نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالےٰ اس کی خاطر اس کے کسی دشمن کو اسکی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جب وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دے۔ اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہرائے

. . . . . یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں وہ پیشگوئی

جو مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں :-

(۱) میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو

(۲) پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو

(۳) اور پھر یہ کہ میرزا احمد بیگ تا روزِ شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

(۴) اور پھر یہ کہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے تک فوت نہ ہو

(۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو

(۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے - اور ظاہر ہے۔ کہ یہ تمام واقعات انسانوں کے اختیار میں نہیں" (شہادۃ القرآن ص۸)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ کچھ معمولی پیشگوئیاں نہ تھی - بلکہ "ہندوستان اور پنجاب کی تین قوموں پر حاوی" تھیں - نہایت "عظیم الشان نشان" تھے اور صرف یہی "نشانات" "ایک صادق اور کاذب کی شناخت کے لئے کافی" تھے - اس لئے میرزا جی نے انہیں بالخصوص نہایت زور اور یقین اور تحدی کے ساتھ پیش کیا - اب ایک ایک کر کے انکی کیفیت دیکھئے - اور باقی پیشگوئیوں کا حال بھی ملاحظہ فرمایئے -

ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ آپ کا مباحثہ ہوا - جس کے بعد آپ نے اس کے حق میں پیشگوئی کی فرماتے ہیں کہ :-

(۱) آج رات جو راز مجھ پر کھلا ہے - وہ یہ ہے - کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب باری میں دعا کی - کہ تو اس امر میں فیصلہ کر - اور ہم عاجز بندے ہیں - تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے یہ نشان مجھے بشارت کے طور پر دیا - کہ اس بحث میں دونوں فریقوں

میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ سے لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائیگا اور اس کو سخت ذلّت پہنچیگی۔ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے۔ اور سچے کو خدا مانتا ہے اس کی اس سے عزّت ظاہر ہوگی۔ اور اسوقت جب پیشگوئی ظہور میں آئیگی بعض اندھے سوجا کھے کئے جائینگے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگینگے۔ اور بعض بہرے سننے لگینگے"۔ (جنگ مقدس ص۱۸۸)

(۲) میں حیران تھا۔ کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی۔ کہ اسی نشان کے لئے تھا۔ میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی غلط نکلی یعنی وہ فریق جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسّہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جلِ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ پر اس کی باتیں نہ ٹلینگی"

(جنگ مقدس ص۱۸۹)

کیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی؟ اور عبداللہ آتھم مر گیا؟ آج اس کا جواب میرزا جی اور ان کے مریدوں کی انتہا درجہ کی یاس و نومیدی کا باعث ہے آتھم باوجود پیرانہ سالی اور بیماری کے بچ رہا۔ اور میعاد مقرّرہ کے اندر نہ مرا۔ پھر بھی عیسائیوں نے جناب میرزا کو ذلیل نہ کیا۔ روسیاہ نہ کیا گلے میں رسّہ نہ ڈالا۔ پھانسی

نہ دی اور جان بخشی کر دی - کہ ذلت کی زندگی موت سے بد تر ہے - خود ہی لکھا تھا کہ "اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے . . . . تو تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو" (جنگ مقدس صفحہ آخر) اور ہم آپکے متعلق آپ کے حق میں یہی اعتقاد رکھتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ "آتھم دل میں ڈر گیا - اور اپنی حفاظت کی تدبیریں کرتا رہا اور ! ے اضطراب و بے چینی رہی کہ مبادا میں مر نہ جاؤں" ہاں ہمیں تسلیم ہے - کہ آتھم نے اپنی جان کی حفاظت کی بچ گیا - لیکن اگر خدا اسے مارنا چاہتا - تو کون بچا سکتا تھا - اور کیا تدبیر کارگر ہو سکتی تھی اسبابِ حفاظت اس لئے تھے - کہ کہیں میرزا صاحب سازش سے نہ مروا ڈالیں اور اگر ڈرا بھی ہوگا تو میرزا صاحب کو سفاک قاتل اور ظالم جان کر نہ کہ ان کی پیشگوئی کو حق سمجھ کر - لیکن میرزا صاحب خود سراسیمہ اور حیران تھے - کہ اس کا کیا جواب دیں - اول تو یہ کہا - کہ آتھم رجوع الی الحق کر گیا - ورنہ قسم کھائے کہ وہ نہیں ڈرا آتھم بیچارے نے کہا کہ حلف اٹھانا تو میرے لئے مذہباً حرام ہے - میں کیوں ایسا کروں - لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں - کہ نہ میں نے اپنے عقائد کو چھوڑا - نہ تمہارے عقائد کو صحیح تسلیم کیا - اور نہ مجھے کچھ خوف - یہ سب کچھ تو آتھم نے کہا - اور بظاہر معقول ہے - مگر ہمیں بھی ضد ہے - کہ جہاں تک ممکن ہو - میرزا جی کا عذر قبول کرلینگے اس لئے ہم مان لیتے ہیں - کہ آتھم نے بقول میرزا صاحب رجوع الی الحق کیا" "عاجز انسان کو خدا" کہنا چھوڑ دیا - یعنی الوہیتِ مسیح کا قائل نہ رہا - اور مسلمان ہوگیا - مگر ہم اس کا کیا علاج کریں - کہ میرزا جی نے آتھم کے بھاگے پھرنے - سراسیمہ ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کی تدبیر کرنے کو ہاویہ میں گرنا ہی کہا ہے اب ہم حیران ہیں - کہ رجوع الی الحق اور ہاویہ میں گرنا ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے - یہ کیا اجتماع ضدین ہے - کہ آتھم رجوع الی الحق بھی کر گیا - اور ہاویہ

میں بھی گرا ہے۔ کوئی احمدی صفحہ ہستی پر ایسا ہے جو اس کی کل بٹھا دے۔ یا ہے کوئی مرد فرزانہ جو اس گتھی کو سلجھا دے؟ یہ سب میرزا صاحب کے افتراء اور بے چینی کی دلیل ہے پھر لطف یہ ہے کہ اس میعاد کے بعد جب آتھم مرا۔ میرزا جی نے تب بھی کہا۔ کہو اب آتھم کہاں ہے؟ وہ مر گیا اور اب اس کا نشان بھی نہیں ملتا۔ مرنا تو آخر سب کو ہے کیا میرزا جی نہیں مر گئے۔ کہو اس زمین پر ان کا کہیں نشان ہے۔ لیکن میعاد مقررہ کے اندر آتھم نہ مرا اور میرزا جی کو مشکلوں میں ڈال دیا۔ کہ پڑے تاویلیں کیا کریں۔ اور کچھ بن نہ پڑے۔

اس کے بعد دوسری پیشگوئی کو لیجئے جو ہندوؤں سے تعلق رکھتی ہے اس کی نسبت میرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

(۱) اس عاجز نے اشتہار ۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی ہے کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کی قضاو قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں جو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے اعتراض کیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی۔ تو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ عِجْلٌ جَسَدٌ لَّہٗ نُصَبٌ وَّعَذَابٌ یعنی صرف ایک بے جان گوسالہ ہے۔ جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں

سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے - جو ضرور اسکو مل کر رہیگا - اور اس کے بعد آج جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں کی ہیں - عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا - سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں - کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو - جو معمولی تکلیفوں سے نرالا - اور خارقِ عادت اور اپنے اندر ایسی ہیبت رکھتا ہو - تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں - اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے - اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا - تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں - اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر سولی پر کھینچا جائے (سراج منیر صہ ۱۳)

(۲) فبشرنی ربی بموته فی ست سنه یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا (کرامات الصادقین)

یہ ایک پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے میں میرزا صاحب کو ناز تھا - اور انہوں نے تمام ملک میں شور مچا دیا تھا - کہ یہ آسمانی نشان کس صفائی کے ساتھ پورا ہوا - لیکن لیکھرام پشاوری خدائی عذاب مثل طاعون ہیضہ یا دیگر وبا سے مرا یا انسانی ہاتھ سے اور انسانی سازش کی بدولت؟ اس کا فیصلہ میرزائی دوستوں پر موقوف ہے - میرزا صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ لوگوں کا گمان ہے - کہ یہ قتل میری سازش سے ہوا ہے - اور ظاہر ہے کہ چھ سال کے طویل عرصہ میں کسی مخالف کے قتل کی کامیاب تدبیر کر لینا کچھ حیرت انگیز امر نہیں - خدا انسانی ہتھیاروں کا محتاج

نہیں آسمان سے بجلی گری ہوتی۔ یا پیشگوئی کے مطابق کسی اور خارقِ عادت طریق سے لیکھرام مارا جاتا۔ تو بات بھی تھی۔ لیکن کسی ظالم اور جاہل کو اشتعال دلاکر یا یہ کہہ کر کہ خدا نے تمہیں اس دشمن اسلام کی ہلاکت کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس سے قتل کرا دینا خدائی کام نہیں اور نہ اُسے خارقِ عادت کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ خدا کو چھ سال کی لمبی مہلت کی کیا ضرورت تھی۔ یہ سب انسانی کاروبار ہے۔ آریوں کا بیان ہے۔ کہ ایک شخص قوی الجثّہ اور دیو قد آریہ ہونے کے لئے پنڈت لیکھرام کے پاس آیا۔ اس کے چہرے سے وحشت اور درندگی کے آثار ہویدا تھے مگر پنڈت لیکھرام نے اپنے مذہبی جوشِ تبلیغ میں بدگمانی کو پاس نہ پھٹکنے دیا۔ اور سایہ کیطرح اس خونخوار قاتل کو ساتھ لئے پھرا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد جب شام کے بعد باہر سے پنڈت لیکھرام اور یہ جھوٹا متلاشی سیر کرکے آئے۔ تو اس نے ایک ایسا خنجر پنڈت کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ کہ انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ قاتل مفرور ہوگیا۔ اور اس طرح میرزا جی کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔

آؤ اب تیسری پیشگوئی کو دیکھیں "جو مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور بہت ہی عظیم الشان ہے"۔ محمدی بیگم نام ایک لڑکی میرزا جی کے اپنے ہی خاندان میں تھی۔ جس سے آپ نے چاہا اور بہت چاہا کہ کسی صورت نکاح ہو جائے لڑکی تھی کم سن اور دوشیزہ اور غالباً حسینہ و جمیلہ بھی اور میرزا جی پیر فرتوت اہل و عیال والے اور کچھ خوش شکل اور قبول صورت بھی نہ تھے خود ہی لکھتے ہیں:۔

وھی حدیثة السن وانا متجاوز علی الخمسین (یعنی وہ لڑکی کم عمر ہے اور میں پچاس سال سے زیادہ ہوں (آئینہ کمالات ص۵۷۴)

میرزا جی نے کہا۔ کہ خدا نے مجھے اس نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کی ہدایت

کی ہے - لوگ ہر طرح مانع آئینگے اور چاہینگے کہ اس لڑکی کا عقد مجھ سے نہ ہو - مگر یہ ہو کر رہیگا - ہر حال میں ہو کر رہیگا - اور مخالفین کی ناک کٹ جائیگی - زمین و آسمان ٹل جائیں مگر یہ بات نہیں ٹلنے کی - آسمان پر خطبہ نکاح پڑھا جا چکا ہے - یہ تقدیر مبرم ہے - اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں - تو ہم ان کی اصل عبارت پیش کئے دیتے ہیں :-

(۱) عرصہ قریباً تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے - خدا تعالےٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا - کہ میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاما بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئیگی - اور لوگ بہت عداوت کرینگے - اور بہت مانع آئینگے - اور کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو - لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا - اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائیگا - باکرہ ہونے کی حالت میں - یا بیوہ کر کے - اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دیگا - اور اس کام کو ضرور پورا کریگا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے (ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۶)

(۲) میں بار بار کہتا ہوں - کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے - اس کا انتظار کرو - اور اگر میں جھوٹا ہوں - تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائیگی (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۱)

(۳) یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جزو (متعلق وفات داماد احمد بیگ) پوری نہ ہوئی - تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیرونگا - اے احمقو یہ انسان کا افترا نہیں ہے - یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے - وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں وہی رب ذوالجلال

جس کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ (انجام آتھم صفحہ ۵۲)

(۴) سوچا ہئے تھا کہ ہمارے نادان دوست انجام کے منتظر رہتے ۔ اور پہلے اسسے ہی اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے ۔ بھلا جسوقت یہ سب باتیں پوری ہو جائینگی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہینگے۔ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائینگے ۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہیگی ۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی ۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دینگے ۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳)

(۵) اصل امر بہر حالِ خود قائم است وہیچکس با حیلہ خود اورا رد نتواں کرد وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است وعنقریب وقت آں خواہد آمد . . . . من ایں را برائے صدق وکذب خود را معیار میگردانم ومن نگفتم الاّ بعد ازآں کہ از ربّ خود خبر دادہ شدم (اردو ترجمہ میرزا صاحب) میں تم سے یہ نہیں کہتا ۔ کہ یہ کام ختم ہو گیا بلکہ یہ کام ابھی باقی ہے ۔ اسکو کوئی بھی حیلہ سے رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر مبرم ہے اس کا وقت آئیگا ۔ خدا کی قسم جس نے محمدؐ رسول اللہ کو بھیجا ہے یہ بالکل سچ ہے تم دیکھ لوگے اور اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے ۔ خدا سے خبر پا کر کہا ہے (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

(۶) ۱۸۹۱ء میں اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی ۔ یہاں تک کہ موت تک نوبت پہنچ گئی ۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی ۔ اس

وقت گویا یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی - اور یہ معلوم ہو رہا تھا
کہ اب آخری دم ہے - اور کل جنازہ نکلنے والا ہے - تب میں نے اسی
پیشگوئی کے متعلق خیال کیا - کہ شاید اس کے اور معنے ہوں گے - جو
میں سمجھ نہیں سکا تب اسی حالتِ قریب الموت میں مجھے الہام ہوا -
"اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ" یعنی یہ بات تیرے رب کی
طرف سے سچ ہے - تو کیوں شک کرتا ہے (ازالہ اوہام ص۳۹۸)
یہ عبارتیں اپنے مفہوم میں اتنی صاف اور واضح ہیں - اور اس قدر تکرار کے
زور کے ساتھ میرزا جی نے یہ کہا ہے کہ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں سکتی اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ انہیں حق الیقین تھا کہ سعی و کوشش سے یہ رشتہ ہو جائیگا - اور کوشش
یہاں تک کی کہ لڑکی والوں کی جو رشتہ دار میرزا صاحب کی بہو تھی - اسے اپنے بیٹے
سے بلا قصور طلاق دلوانے کی دھمکی دی مگر نتیجہ کیا ہوا -

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

محمدی بیگم کا نکاح ایک اور شخص میرزا سلطان محمد سے ہو گیا اور لگی میرزا جی
پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے - پھر کیا تھا - ایک اور عذر تراشا گیا -
وحی الہی میں یہ نہیں تھا - کہ دوسری جگہ بیاہی نہ جائیگی - بلکہ یہ تھا - کہ
اول دوسری جگہ بیاہی جائیگی سو یہ پیشگوئی کا ایک حصہ ہے - کہ دوسری
جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا - الہی الہام کے یہ الفاظ ہیں فَسَیَکْفِیْکَهُمُ
اللّٰهُ یَرُدُّهَا اِلَیْکَ یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کریگا - اور
وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائیگی - خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا
.... وہ قصبہ پٹی میں بیاہی گئی - اور وعدہ ...

ہے۔ کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئیگی۔ سو ایسا ہی ہو گا۔"

الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء

مگر کیا ہوا۔ یہی کہ محمدی بیگم اور اس کا شوہر دونوں جیتے جاگتے اور سلامت باکرامت ہیں۔ نہ محمدی بیگم بیوہ ہوئی نہ میرزا صاحب کے نکاح میں آئی۔ بلکہ داماد احمد بیگ کے حین حیات میں آپ چل بسے آہ! وہ امر جسے آپ قضائے مبرم کہتے رہے ٹل گیا۔ جسے سچ یا جھوٹ کا معیار بتاتے تھے۔ اس میں جھوٹے نکلے جو خدا سے خبر پاکر کہا تھا۔ پورا نہ ہوا۔ اور جس بات کی موت کو سامنے دیکھ کر بھی امید نہ توڑی۔ آخر اس کی حسرت کو زمین میں لیکر ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ جس لڑکی کے نکاح کیلئے قادر مطلق نے سلسلہ جنبانی کا حکم دیا۔ اس کا عقد کسی اور سے ہو گیا۔ اور حالانکہ ہر دنیوی وسیلہ استعمال کیا گیا مگر منہ کی کھائی۔ کیسے کیسے خوشامدانہ خطوط میں لڑکی کے والد اور دیگر لواحقین کو لکھے مگر بیکار ہاں البتہ ؎

افشائے رازِ عشق میں گو ذلتیں سہیں
مگر اہنیں جتا تو دیا جان تو گئے

میرزائی دوستو۔ تم ہی بتاؤ۔ کہ کون سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کس کو جائے فرار نہ ملی۔ کس کی ناک نہایت صفائی سے کٹ گئی۔ اور ذلت کے سیاہ داغوں نے کس کے منحوس چہرے کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیا یہ ایک سنجیدہ سوال ہے جو میرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں ہے۔ ہمیں تو میرزا جی کی ناکامی پر رونا آتا ہے انجام پر نظر ہوتی تو کبھی یوں رسوا نہ ہوتے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

پہلے تو محبت میں ایک لطف سا آتا ہے
پھر جان پہ بنتی ہے جب درد ستاتا ہے

میرزا جی نے پیشگوئی کی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہیگا۔ کیونکہ یہ ہماری تخت گاہ ہے۔ خدا اسے اس وبا کی دستبرد اور تباہی سے بچالے گا۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طاعون نے قادیان کو بھی نہ چھوڑا۔ اور تخت گاہ رسولؐ بھی اس بلا سے نہ بچی۔ پھر منکرین و مخالفین پر ہاتھ صاف کرتی تو صداقت کا نشان سمجھا جاتا۔ مگر اس نے مخلصین و مومنین کے حلقہ میں بھی اپنا کام شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے لڑکے شریف احمد پر بھی وار کیا۔ اور میرزا جی نے آخر بذریعہ اعلان ہدایات جاری کیں۔ کہ حفظانِ صحت کے اصولوں کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ اور کہا کہ جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں اسے خالی کر دو۔ اور جس محلہ میں طاعون ہو اس محلہ سے نکل جاؤ۔ اور طاعون میں مبتلا مریض کے نزدیک نہ جاؤ۔ اس کی زہریلی ہوا سے بچو اور اس کا جنازہ بھی ایک سو گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر پڑھو۔ گویا یہ اعلان کیا کہ اس طوفان کے لئے جو کشتی ہم نے تیار کی تھی وہ ٹوٹ گئی ہے۔ اور آسمانی حفاظت سے کام نہیں چلا۔ طاعون ہماری غلامی سے نکل گیا۔ اور ناچار ہمیں اپنا دامنِ شفاعت کھینچنا پڑا۔ اب اپنی حفاظت کے لئے میری طفل تسلیوں پر تکیہ نہ کرو۔ بلکہ اے میرے مریدو۔ وہی تمام اصول حفظِ صحت کے تم بھی برتو۔ جو دنیا برتتی ہے۔ شاید کہ تم بچ جاؤ تو میرزا جی کے الفاظ میں ہم پیش کرتے ہیں:-

(۱) لنا من الطاعون امان و لاتخوفونی من ہذاہ النیران فانّ النّار غلامنا بل غلام الغلمان۔ یعنی ہمارے لئے طاعون سے امان ہے۔ مجھ کو طاعون سے مت ڈراؤ۔ طاعون ہمارا غلام بلکہ غلاموں کا غلام ہے

(مواہب الرحمٰن صـــ۲۲)

(۲) خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دستبرد اور اس کی تباہی سے

بچالیگا - اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا - اور تیرا اکرام مدِ نظر نہ ہوتا - تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا (دافع البلاء صفحہ ۸)

(۳) خدا تعالےٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستّر برس تک رہے - قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا - کیونکہ یہ اس کے رسُولؐ کی تخت گاہ ہے - اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے -
(دافع البلاء صفحہ ۱۰)

(۴) حضرت مسیح موعود نے اپنی راستی اور شفاعت گیری کا یہ ثبوت پیش کیا ہے - کہ قادیان کی نسبت تحدّی کر دی ہے - کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیگا - اور اپنی جماعت کے علاوہ اس جگہ کے ان تمام لوگوں کو جو دہریہ طبع کفّار مشرک اور دین حق سے ہنسی کرنے والے ہیں - خدا کے مصالح اور حکمتوں کی وجہ سے اپنے سایۂ شفاعت میں لے لیا -
(اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

یہ سب حفاظت کے وعدے ہیں - مگر ان وعدوں سے کیا حاصل ہوا سُنئے -

(۵) چونکہ آجکل ہر جگہ مرض طاعون زور پر ہے - اس لئے اگرچہ قادیان میں نسبتاً آرام ہے - لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ بر عایتِ اسباب بڑا مجمع جمع ہونے سے پرہیز کیا جائے - (بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء)

(۶) طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون کا زور تھا - میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوگیا (حقیقت الوحی صفحہ ۸۴)

(۷) اسباب ظاہری کی رعایت رکھو - جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں اسے خالی کر دو - اور جس محلّہ میں طاعون ہو - اس محلّہ سے نکل جاؤ اور کسی کھلے میدان میں جاکر ڈیرا لگاؤ - جو تم سے بتقدیر الٰہی طاعون

میں مبتلا ہو جائے اس کے ساتھ اور اس کے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو۔ اور ہر طرح سے مدد کرو۔ اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اس کے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ بلکہ اس اثر سے بچو۔ اور اسے کھلے مکان میں رکھو۔ اور جو خدانخواستہ اس مرض میں مر جائے۔ وہ شہید ہے اور اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے وہی کپڑے رہنے دو۔ اور ہو سکے تو ایک سفید چادر اس پر ڈال دو۔ اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہریلا اثر زیادہ ترقی پکڑ جاتا ہے۔ اس واسطے سب لوگ اس کے گرد جمع نہ ہوں۔ حسبِ ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں۔ باقی سب دور کھڑے ہوں۔ مثلاً ایک سو گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھیں۔۔

۔۔۔۔۔ جو مکان تنگ و تاریک ہو۔ اور ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آسکے اسکو بلا توقف چھوڑ دو۔ کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے۔ جو کوئی چوہا بھی اس میں نہ مرا ہو۔ اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر رہو۔ نیچے کے مکان سے پرہیز کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو صفائی سے رکھو۔ نالیاں صاف کراتے رہو۔ (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء)

کس زور کا دعوےٰ تھا۔ کیسی زبردست تعلّی تھی۔ اور کس دم خم سے کہا تھا کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہیگا۔ مگر پھر خود ہی اعلان شائع کئے۔ کہ یہاں نسبتاً آرام ہے۔ گویا قادیان بالکل محفوظ تو نہیں۔ ہاں باقی مقامات کی نسبت یہاں اس وبا کا دورہ کم ہے۔ پھر حقیقت الوحی میں میرزا جی نے خود ہی لکھا۔ کہ قادیان

میں طاعون کا زور تھا۔ اور میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوگیا" ہائے طاعون تیرا ستیاناس تُو تو میرزا جی کے غلاموں کی غلام تھی۔ پھر تو نے اپنے آقائے نامدار سے بے مروتی کی۔ اس کی تخت گاہ پر یورش کی اور اس کی اولاد کو بھی نہ چھوڑا۔

یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

کیا ہوئے وہ سب انعامات اور کہاں گئیں وہ خدا کی تسلّیاں :۔

انی حافظ کل من فی الدار۔ ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ ایمن است در مکانِ محبتِ سرائے ما۔ میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے بچا لونگا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا۔ خدا ایسا نہیں کہ جن میں تو ہے۔ ان کو عذاب کرے۔ ہماری محبت کا گھر اس کا گھر ہے۔

(حقیقت الوحی صفحہ ۹۴)

ولادتِ بشیر

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ اور ذکی غلام تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عمانوئیل اور بشیر بھی ہے۔ اسکو مقدّس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا . . . . . . سخت ذہین اور فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائیگا (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی کے بعد جس مولود کے صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہونیکا خدا کی طرف سے وعدہ تھا۔ وہ اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں اس دارِ فانی سے راہی ملک بقا ہوا۔ اس کی موت کی خبر میرزا جی کے الفاظ میں یوں دی گئی۔

"واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷ اراگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ پیدا ہوا تھا۔ اور چار نومبر ۱۸۸۸ء کو اسی روز یکشنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں بوقتِ نمازِ صبح اپنے معبودِ حقیقی کی طرف بلایا گیا۔ عجیب طور کا شور و غوغا خام خیال وگوں میں اٹھا"

فرزند سن شعور کو پہنچنے نہ پایا۔ اور طفولیت ہی میں فوت ہوگیا۔ اس کے علم و علم۔ فہم و ذکا اور شکوہ و عظمت کے بڑے چرچے تھے۔ مگر نہ وہ پروان چڑھا۔ نہ اس کے جوہر کھلے۔ نہ اس نے کچھ عمر پائی۔ نہ اس کے ہنر ظاہر ہوئے نہ وہ بڑا ہوا۔ نہ کسی نے اس کی بزرگی و عظمت دیکھی۔ قوموں نے اس سے برکت نہ پائی اسیروں کی رستگاری کا موجب نہ ہوا۔

ڈاکٹر عبد الحکیم

"خدا سچے کا حامی ہے۔ میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن بٹالہ نے میری نسبت پیشگوئی کی ہے۔ میرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی" اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن بٹالہ کی نسبت مجھے

ہوئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی عذاب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پھر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ جانا۔ اے میرے رب تو صادق اور کاذب کے درمیان فرق کر کے دکھا۔ تو ہر مصلح اور صادق کو دیکھتا ہے" (اشتہار ۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء)

"نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کے الہام کے مطابق میرزا صاحب تین برس کے اندر ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ میرزا جی کی پیشگوئی غلط نکلی۔ سلامتی کا شہزادہ سلامت نہ رہا۔ ہاں میرزا جی کی دعا مستجاب ضرور ہوئی۔ کہ اے میرے رب صادق اور کاذب کے درمیان فرق کر کے دکھا۔"

وہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے (اعجاز احمدی ص۳۷)

یہ پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی اور مولوی ثناء اللہ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچے۔ اور پیشگوئیوں کو پڑتال کرنا چاہا۔ مقابلے کے لئے للکارا۔ مگر میرزا صاحب سامنے نہ آسکے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب میرزا جی کے مریدوں کو کہا کرتے ہیں۔ کہ ارے ہم جب قادیان میں جا دندنائے۔ تو آپ کے باوا جان حرم سرائے سے باہر نہ نکل سکے۔

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" (میگزین ۱۴ر جنوری ۱۹۰۶ء)

مگر میرزا جی لاہور میں مرے۔ اور یاروں نے اسی لاہور کا نام مدینۃ المسیح

رکھ دیا۔ مرزائیو! آخر تمہاری لغویت کی کوئی انتہا بھی ہے۔

۲۷؍اگست ۱۹۰۷ء صاحبزادہ مبارک احمد تو سخت تپ سے بیمار ہیں۔ اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا" قبول ہو گئی" نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی دعا قبول ہو گئی۔ کہ اللہ تعالےٰ میاں موصوف کو شفا دیگا (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء)

نتیجہ کیا ہوا۔ میرزا جی کے اپنے الفاظ میں سنئے

"۱۶ستمبر کو صبح کے وقت میاں مبارک احمد انتقال کر گئے" (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اے موت تیرا ستیاناس تو نے میرزا جی کو بہت ہی نادم کیا۔ اخباروں میں ایک شور مچ گیا۔ اہل حدیث میں زبردست مضمون نکلے لیکن ماہوار رسالہ تجلی میں ایک نہایت ہی عالمانہ اور ہمدردانہ مضمون شائع ہوا جسے نقل کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں

"جس طرح دنیا میں بیٹوں کے باپ مر گئے اور باپوں کے بیٹے اسی طرح بالکل قانونِ فطرت کے تابع میرزا کادیانی کا فرزند مر گیا۔ نہ وہ کسی کی بد دعا سے مرا اور نہ اب کسی کی دعا سے جی سکتا ہے۔ ایک بالکل معمولی واقعہ ہے اور جب انسانی فطرت کا تقاضا ہے اس کے لئے رنج و افسوس اس کے عزیزوں کو ہونا لازمی ہے مگر مجھ کو ایک صاحب کی تحریر سے سخت صدمہ ہوا۔ جنہوں نے بجائے اس کے کہ افسوس کے ساتھ اس واقعہ کا تذکرہ فرماتے الحمد للہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ خدا کی حمد تو ہر حال میں واجب ہے" خدا نے دیا۔ خدا نے لیا خدا کا نام مبارک ہو" مگر الحمد کو کسی دشمن کا دل دکھانے کے لئے۔ دوسرے کی مصیبت پر اپنی خوشی

ظاہر کرنیکے لیے استعمال کرنا حمد کی مناسب قدر نہ پہچاننا ہے۔
ہمارے دل میں اسوقت اور خیالات پیدا ہو رہے ہیں اور وہ مرنے والے کے عزیزوں کے ساتھ خالص ہمدردی کے ہیں عزیزوں کی موت دنیا کی بے ثباتی ہمارے ذہن میں جماتی ہے اور دلوں کو نرم کرتی ہے ہم جسوقت اپنے متوفی عزیز کے پیچھے آسمان کی طرف تاکتے ہیں۔ تو اکثر ایسا نور نظر آجاتا ہے جو اور حالت میں نظر آنا مشکل تھا اور ایسے وقت میں ہم کو امید ہوتی ہے۔ کہ عجب نہیں اگر خدا اس فرزند کی موت کو میرزا جی کی کفر و فریب سے رہائی کا باعث کردے اور اگر کسی شخص کا کھویا ہوا ایمان اپنے فرزند دلبند کے عوض میں مل جائے تو وہ ضرور نعم البدل ہے۔ گویا اس نے ایک معقول قربانی خدا کے آگے گذرانی۔

ریویو ماہ ستمبر سے روشن ہے کہ ۲۷ اگست کو میرزا جی نے اپنے بیٹے کی صحت یابی کی قطعی پیشگوئی کی تھی اور ۱۶ ستمبر کو اس کی موت واقع ہوگئی اور اسی تھوڑی سی مدت میں اس کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ اب اس میں توکلام نہیں کہ پیشگوئی جسکو الہام سے منسوب کیا تھا باطل ہوگئی اور بری طرح باطل ہوگئی۔ اگر لڑکے کو شفا ہو جاتی تو کسی کو معتقد ہونے کی ضرورت نہ تھی لیکن اب کوئی شخص جو عقل سے کام لیتا ہے۔ آپ کے الہام کا قائل نہیں رہ سکتا لیکن اب سوال یہ ہے آیا آپ اپنے الہام کے خود بھی قائل ہو سکتے ہیں؟

ہم ضرور تمہارے کفر کے دشمن ہیں۔ ہم کو دل سے یقین ہے کہ تم کذّاب ہو مفتری ہو۔ ہم تمہاری نسبت مشتبہ نہیں۔ ہاں ایک زمانہ تھا جب

ہم تم کو صرف فریب خوردہ جانتے تھے مگر مدّت ہوئی کہ فریبی جانتے لگے لیکن ہم خدا کے کسی بندہ سے مایوس نہیں۔ تم سے بھی نہیں۔ ہم تمہارے کفر کے دشمن ہیں لیکن تمہارے دشمن کبھی نہیں ہوئے۔ اور ہم ہرگز تمہارا دل دکھانا نہیں چاہتے۔ بلکہ دوستی کے طور پر ایک بات کہتے ہیں۔ شاید اس کے سننے کو تم اسوقت زیادہ تیاؔر ہو۔

جو شخص برابر دعوے کرتا رہا ہو کہ دشمنوں کی موت کی خبر مجھ کو ہو جاتی ہے۔ میں ان کے حق میں پیشگوئیاں کر دیتا ہوں۔ ان کے حق میں میری دعا تیر بہدف ہے۔ میں مستجاب الدّعوات ہوں۔ امریکہ کے مرنے والوں کی مجھ کو خبر۔ دہلی کے خاندان طبابت میں مرنیوالوں کی مجھ کو خبر۔ جو سخت مخالف پلیگ میں مرنیوالا ہے۔ اس کی مجھ کو خبر۔ آنیوالے زلزلہ کی خبر۔ آنیوالی وبا کی خبر۔ آنیوالے قحط کی خبر۔ جس کے اوپر رویا اور الہام کا دروازہ یوں وا ہو ۔ پھر اس کو اپنے بیٹے کی موت کا علم کیسے نہ ہوا۔ بجائے موت کی خبر کے اس کی شفا کی خبر سنا گیا۔ دروازے پر موت کا فرشتہ کھڑا تھا۔ اسے نہ دیکھا بلکہ مرنیوالے کا ایک معصوم کمسن لڑکی کے ساتھ سہرا باندھ کر اسے رانڈ ہو جانے دیا۔ یہ دیکھ لینے کے بعد بھی کیا وہ شخص اپنے الہام و وحی کا قائل رہ سکتا ہے۔ الہام و وحی تو بڑی چیزیں ہیں۔ معمولی فطری شعور و احتیاط سے بھی اگر کام لیا جاتا تو غلط کاریوں کا ایسا لمبا سلسلہ جاری نہ کیا جاتا۔ ہرگز برا ماننے کی بات نہیں اگر کوئی کہہ بیٹھے ؎

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست　　　　کہ نہ دانی کہ در سرائے تو کیست

خدا رحم کرے مثیلِ مسیح اور مسیح موعود کا دعوےٰ اور تم بیمار۔ جسم کے

اوپر حصہ میں بھی۔ اور جسم کے نیچے حصہ میں بھی۔ جیسے دنیا مرتی جاتی ہے۔ بلا تاویل تمہارے مرید اور عزیز بھی مرتے جاتے ہیں۔ عبدالکریم آپ کا روحانی فرزند مرگیا۔ آپ نے دعائیں کیں۔ اس کی شفا کی پیشگوئیاں کیں مگر وہ نہ بچا۔ آپ کا فرزند صلبی بیمار پڑا اور مرگیا۔ تم نے دعائیں کیں اور ضرور کیں اور کیوں نہ کرتے۔ تم باپ تھے۔ اس کی مفارقت گوارہ نہ ہوسکتی تھی وہ کس کام کا حکیم کہ تمام جہاں کا علاج کرے اور اپنے گھر کو بے علاجی میں چھوڑے۔ وہ مرگیا۔ خدا کا حکم اس کا حق میں پورا ہوا۔ تم اس کی بیماری و موت کے حق میں صفر کا اثر بھی نہ رکھتے تھے۔ تم مسیح نہ تھے کہ تم اسکو شفا دیتے۔ تم مسیح نہیں ہو کہ اب اسکو مردوں میں سے جلالو۔

خیر یہ سب کچھ ہوا۔ جو ہونا تھا۔ ان کا مرنا برحق تھا۔ تمہارا جھوٹا ہونا برحق ہے۔ تم بھی مروگے جس طرح ہم بھی مرینگے آگے یا پیچھے۔ پھر تم کو مسیحائی اور استجابتِ دعا کا وہم اپنی ذات کے لئے کہاں سے پیدا ہوا۔

جو دلیل اسوقت ہم تم کو دے رہے ہیں وہ کوئی ایسی دلیل نہیں جو صرف ہماری سمجھ کے موافق ہو۔ ورنہ ہم ہرگز اس کا ذکر نہ کرتے کیونکہ ہماری سمجھ تمہاری سی سمجھ نہیں ہے بلکہ ہم کو خوب معلوم ہو گیا ہے کہ یہ وہی دلیل ہے جس کے تم خود قائل ہو چکے ہو اور ایک حریف کے مقابل استعمال کرچکے ہو۔ پس اگر اب بھی تم اس کے زور کے قائل نہ ہو تو یہ خدا اور بندوں کے سامنے سرکشی ہے

ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کا ایلیاہ جسکو مستجاب الدّعوات ہونے کا بہت بڑا

دعوےٰ تھا اور جس کے تم شدّت سے منکر تھے۔ تم نے خود کیسی معقول بات اسکو سنائی تھی: ہم تم کو یقین دلاتے ہیں۔ تم خوب یاد کرلو اور خدا کے سامنے اپنے دل کو کھول کر اور سر کو سجدہ میں جھکا کر غور کرلو۔ اس کو تم ہماری دلیل مت سمجھنا۔ خود اپنی دلیل سمجھو اور اس کے زور کو دیکھو۔ یعنی تم کو اسوقت اپنا قائل ہونا چاہیئے۔

ستمبر ۱۹۰۲ء کے ریویو میں صفحہ ۳۴۵ پر تم نے ڈوئی کی نسبت لکھا تھا "ڈوئی بیہودہ باتیں اپنے ثبوت میں لکھتا ہے کہ میں نے ہزارہا بیمار توجّہ سے اچھے کئے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں پھر اپنی لڑکی کو اچھا نہ کرسکا اور وہ مرگئی اور اب تک اس کے فراق میں روتا ہے اور کیونکر اپنے اس مرید کی عورت کو اچھا نہ کرسکا جو بچہ جن کر مرگئی اور اس کی بیماری پر بلایا گیا پر وہ گذر گئی"۔ تم اس ڈوئی کے مریدوں کی خام خیالی اور خوش اعتقادی پر حیرت میں رہ جاتے ہو کہ کیونکر اس کی "بیہودہ" باتوں اور تاویلوں سے ان کی تسکین ہو جاتی ہے اور وہ اس کے معتقد بنے رہتے ہیں باوجود اس سخت ناکامی کے۔ اور تم کہتے ہو "امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے"۔

اب وہی بات ہم تم سے کہہ رہے ہیں۔ کاش تم خود اپنی بات یاد کرو اور اس کو سچ جانو اور آئندہ ڈوئی کی سی "بیہودہ" باتیں اپنے ثبوت میں لکھنا" چھوڑ دو اور "سادہ لوحوں" کو ان کے امریکائی بھائیوں کی تقلید سے عبرت دلاؤ۔ کیونکہ دن ڈھل چکا۔ اب غروب کا وقت ہے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو لوٹے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ خدا تمہارے فرزند کی موت کو تمہاری روحانی زندگی کا باعث بنادے اور اسی کو خوب معلوم ہے کہ کیا ہونیوالا ہے اور کیا ہونا چاہیئے (ماخوذ از تجلی ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۰۷ء)

باب ۱۸

میرزا جی کا انتقال

"اَطَالَ اللہُ بَقَاءَکَ - خدا تیری عمر دراز کریگا - اسّی یا اس پر پانچ چار کم یا زیادہ (حقیقت الوحی صفحہ ۹۶)

میرزا جی کا یہ الہام بھی پورا نہ ہوا - اور بارہ برس پہلے ہی آپ اس جہاں سے گذر گئے - میرزا جی خود اپنے قول کے مطابق ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور سب جانتے ہیں - کہ ۱۹۰۸ء میں آپ رحلت فرما گئے - اس حساب سے انہوں نے گویا قریباً اڑسٹھ برس کی عمر پائی - خود تو قبل از وقت راہئِ ملک عدم ہوئے اور اپنے مریدوں کی مصیبت بڑھا گئے - وہ بیچارے سخت پریشان ہیں - کہ کس طرح اس الہام کی کل بٹھائیں جتنے منہ اتنی باتیں - ہر کوئی اپنی ہی راگنی گا رہا ہے - کوئی تاریخ پیدائش کچھ بتا رہا ہے - اور کوئی کچھ - تاکہ کسی طرح میرزا جی کی عمر اسّی سال یا اس کے قریب ثابت ہو جائے مگر ہم تو میرزا صاحب کے قول کو ان کے مریدوں کے قول سے زیادہ معتبر سمجھتے ہیں کیونکہ جب انہوں نے اپنی تاریخ پیدائش بتائی - تو انہیں یہ معلوم نہ تھا - کہ کب اللہ میاں بلا لینگے - کہ اسی حساب سے پیدائش کی تاریخ لکھ دیتے - اور

سچے مریدوں کی بھی یہی شان ہے۔ کہ اپنے پیر و مرشد کو جھوٹا نہ بنائیں۔ اور ان کی بات کو حق جانیں۔ لیکن میرزا جی کے مرید ان کے نادان دوست ہیں۔ کہ اپنے پیر کو جھٹلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ انہیں اپنی تاریخِ پیدائش کی کیا خبر تھی تو ہم سے پوچھو۔ وہ تو اپنی دھن میں لگے رہیں۔ ہم ان کی پریشانیاں ظاہر کرنیکے لئے اخبار اہلحدیث سے ان کی اختلاف بیانیاں دکھاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعضوں کو پتہ ہی نہیں۔ کہ اپنے خبط میں کیا کہہ رہے ہیں۔

(۱) اخبار الحق جلد ۵ ع۶۵ مورخہ ۲۰-۲۷ فروری ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۴ کے ع۲ میں ہے۔

"صحیح امر یہی ہے کہ آپ کی پیدائش ۱۸۳۱ء یا ۱۸۲۹ء میں ہوئی۔ آپ توام پیدا ہوئے تھے"

(۲) "قاضی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یوز آسف (یسوع مسیح) دوبارہ دنیا میں آئے۔ اور ۷۰ سال دنیا میں رہ کر پھر خداوند کے پاس چلے گئے وہ میرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وجود میں ظاہر ہوئے اور مئی ۱۹۰۸ء تک زندہ رہے یہاں تک کہ خدا نے انکو اپنے پاس بلا لیا"

اس تحریر سے میرزا صاحب کا سنہ پیدائش ۱۸۳۸ء معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ تحریر قاضی عبداللہ صاحب احمدی کی ہے۔

(۳) ریویو آف ریلجنز جلد ۲۴ ع۴ بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۱۸۵ پر ہے حضرت میرزا غلام احمد صاحب صوبہ پنجاب کے ایک قصبہ قادیان نامی میں ۱۸۳۶ء کو پیدا ہوئے"

(۴) اخبار البدر مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۰۸ء کے صـ۶ کالم ع۳ میں ہے:

میرے خیال میں خاتم المصلحین کا سر الشیب مہدی ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے

(۵) اخبار "بدر" مورخہ ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صک - ریویو آف ریلجنز - بابت ماہ جولائی ۱۹۰۸ء ص۲۶۱ -

اخبار "بدر" مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۰۸ء ص۹ - ریویو آف ریلجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ص۳۲۲ ص۳۳۶ - ریویو آف ریلجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء ص۳۳۳ - کتاب سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۲۴۰ - ۲۵۶ - تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۸ء ص۶ ریویو آف ریلجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے -

"آپ کی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں ہوئی"

(۶) جناب میرزا صاحب قادیانی کے الفاظ کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ کے حاشیہ - رسالہ ریویو آف ریلجنز بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲۱۹ اخبار البدر جلد ۳ ع ۳۰ - مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۴ء ص۵ کالم ۳ اخبار الحکم جلد ۱۵ ع ۱۹ و ۲۰ مورخہ ۲۱ و ۲۸ مئی ۱۹۱۱ء کے صفحہ ۴ کالم ۱ اور کتاب حیاب البنی جلد اول صفحہ ۹۴ پر یوں ہیں -

"میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے"

(۷) جناب میرزا صاحب قادیانی کے الفاظ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۵۴ کے حاشیہ - رسالہ حقیقت نماز - کے ص۱۷۳ کے حاشیہ اور رسالہ ریویو آف ریلجنز بابت ماہ اپریل ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۳۴۳ ، ۳۴۴ پر یوں ہیں

"میری پیدائش اس وقت - جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے چھٹا ہزار ۱۲۰۰ھ میں پورا ہے (دیکھو رسالہ تشحیذ الاذہان"

بابت ماہ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵۶-۵۰-۹۱ اخبار الحکم مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۸ء ص۶) میرزا صاحب کی اس تحریر کی رو سے آپ کا سن پیدائش ۱۲۵۹ھ یعنی ۱۸۴۳ء بنتا ہے۔ اور اس پر بڑے عجب کی بات یہ ہے۔ کہ ریویو آف ریلجنز بابت ماہ مئی ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۱۵۴ پر لکھا ہے۔ کہ میرزا صاحب ۱۲۶۰ھ یعنی ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔

(۸) حکیم خدابخش صاحب احمدی اپنی کتاب عسل مصفےٰ حصہ دوم کے صفحہ ۵۳۳ پر لکھتے ہیں:-

ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسی وقت یعنی ۱۲۸۵ھ میں حضرت میرزا صاحب کی عمر عین شباب کی تھی۔ یعنی ۲۱ برس"

نوٹ۔ اس تحریر کی رو سے جناب میرزا صاحب کا سن پیدائش ۱۲۶۶ھ یعنی ۱۸۵۰ء ہوتا ہے (ماخوذ از پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۰ رجولائی ۱۹۲۶ء)

سن پیدائش کے متعلق اختلاف بیانیاں آپ نے ملاحظہ فرمالیں سال وفات کی نسبت تو کسی کو شبہ ہی نہیں اب آپ حساب لگاتے رہیں۔ کہ فلاں کے قول کے مطابق تو میرزا صاحب اتنے برس کے تھے اور فلاں کے قول کے مطابق اس سے کم یا زیادہ عمر پائی۔ مگر ہم جناب میرزا صاحب کے مریدوں کا تخمینہ عمر ان کے اپنے الفاظ میں کیوں نہ پیش کر دیں۔ سنئے:-

مولوی عمرالدین صاحب شملوی کے الفاظ ریویو آف ریلجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۳۴۴ پر یوں درج ہیں

دسمبر ۱۹۰۷ء میں آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی لہذا وفات کے وقت مئی ۱۹۰۸ء میں آپ کی عمر ۸۲، ۸۳ سال ہوئی"

(۲) رسالہ ریویو آف ریلجنز جلد ۱۷ نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۸ء صفحہ ۳۴۱ پر ہے
"حکمت الٰہی نے حضرت مسیح موعود کو ۸۰ برس کی عمر عنایت فرمائی"

(۳) ریویو آف ریلجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۳۴۲ پر ہے۔
"مولوی ثناء اللہ نے تو اپنے مرقع ص۹ ص۱۲ پر حساب لگا کر حضرت
مسیح موعود کی عمر ۷۵ برس شمسی لکھی ہے اور ۷۵ برس شمسی ۷۷، ۷۸ برس
قمری کے برابر ہوتے ہیں"

(۴) ریویو آف ریلجنز جلد ۲۳ ع۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء ص۲۳ پر ہے
"۱۲۹۰ھ میں آپ کی عمر چالیس سال کی تھی ۱۳۲۶ھ میں آپ نے
وفات پائی تو آپ کی عمر اس لحاظ سے ۷۶ سال ہوئی"

(۵) تشحیذ الاذہان بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء کے ص۲۸ پر لکھا ہے
"جب حضرت اقدس نے وفات پائی تو آپ ۷۴ برس کے تھے"

(۶) مولانا حکیم نور الدین صاحب اپنی کتاب نور الدین کے ص۱۷۱ کی سطر ۱۹
میں جناب میرزا صاحب قادیانی کا ۱۹۰۸ء میں ۶۹ سال عمر پانا لکھتے ہیں

(۷) رسالہ ریویو آف ریلجنز بابت ماہ مئی ۱۹۲۲ء ص۱۵۴ پر ہے
"مکاشفات یوحنا ۱۲ میں ہے۔ ایک عورت سورج اوڑھے ہوئے
چاند اس کے پاؤں تلے اور سر پہ بارہ سورج کا تاج اور وہ ایک
ہزار دو سو ساٹھ دن تک چھوڑی گئی۔ یہ اسلام کی حالت ہے۔
سورج نبی کریم بارہ ستارے بارہ مجدد اور چاند مسیح موعود ۱۲۶۰ھ
پیدائش مسیح موعود کا سال"

نوٹ۔ اس حساب سے میرزا صاحب کی عمر کل ۶۶ سال قمری بنتی ہے

(۸) کتاب عسل مصفٰی حصہ دوم ص۵۲۲ پر ہے۔

اسی وقت یعنی ۱۲۵۵ھ ہجری میں حضرت میرزا صاحب کی عمر مین شباب کی تھی یعنی ۲۱ برس "

نوٹ اس حساب سے میرزا صاحب کی کل عمر ۵۹ بنتی ہے

("اہلحدیث" مورخہ ۶ر اگست ۱۹۲۶ء)

قارئین تعجب کرینگے ۔ اگر انہیں علم ہو جائے ۔ کہ یہ اقوال صاحب ہوش لوگوں کے ہیں اور اسی جماعت کے ممتاز افراد کے ہیں ۔ جنہیں عقل و شعور کا دعویٰ ہے اور جو ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ لے کر تاریک دنیا میں روشنی پھیلانے کے زعم میں پھرتے ہیں ۔ یہ لوگ ایسی بے سروپا اور بے ربط باتیں کریں تو مقام حیرت ہے کوئی میرزا جی کی عمر ۸۲ ر ۸۳ سال بتاتا ہے ۔ کوئی ۸۰ سال سناتا ہے پھر ایک کہتا ہے کہ ۷۵ یا ۷۸ برس زندہ رہے دوسرا ۷۶ برس کے بعد انہیں مار ڈالتا ہے ۔ کوئی اور اٹھتا ہے اور بتاتا ہے کہ ۷۴ برس کی عمر میں ہی میرزا جی اس جہاں کو چھوڑ گئے ۔ مولوی حکیم نورالدین، صاحب فرماتے ہیں :۔

کہ حضرت میرزا صاحب ۶۹ سال جئے ۔ کوئی اور صاحب ۶۶ کی عمر بتاتے ہیں اور حکیم خدا بخش نے تو کمال ہی کر دیا ! اور ۵۹ برس سے زیادہ اپنے آقا کا زندہ رہنا انہیں پسند نہ آیا ۔ غرض یہ ایک تماشا ہے اور ہماری عقل تو اس گتھی کو سلجھانے سے قاصر ہے ۔ ممکن ہے ۔ کہ قادیان کا کوئی منجم ان اقوال کو تطبیق دے سکے ۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ۔ کہ یہ سب عمریں درست ہوں ۔ اور سب سن صحیح ۔ میرزا جی نے کئی بار جنم لیا ۔ اور کئی بار انتقال فرمایا ہو ۔ مسئلہ بروز کے تو وہ قائل تھے ہی وہ خود ہی لکھتے بھی تو ہیں ہے

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام (ست بچن) ۔

باب (۱۹)

خاتمۂ سخن

لو یہ دس پورے ہوئے ھٰذَا عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ سردست اسی عشرہ کاملہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ ایسے صاف اور صریح۔ ظاہر اور روشن نشان ہیں۔ میرزا صاحب کے کذب اور ان کی بطالت کے۔ ایسے بیّن اور واضح دلائل ہیں۔ ان کے مفتری اور دجال ہونے کے کہ جسے اب بھی ان کی راستی اور صداقت پر ذرّہ بھر اعتماد رہے۔ اس کے فہم کا قصور ہے۔ عقل سلیم پکارتی ہے۔ کہ یہ دجل وافترا ہے تجربہ شہادت دیتا ہے۔ کہ سادہ لوحوں کے لئے دامِ مکر و فریب بچھا ہے۔ اور نورِ فطرت اور نورِ ایمان میرزا جی کے جھوٹ پر اور فریب پر گواہی دیتے ہیں کہ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

مرزائیو! کیا تم نے ساری دنیا کو احمق سمجھ لیا ہے۔ ہاں دنیا بیوقوفوں سے خالی نہیں۔ مگر تمہاری اپنی جماعت سے زیادہ کون عقل و فہم سے عاری ہو سکتا ہے کہ موٹی اور سادہ باتیں بھی سمجھ میں نہ آئیں وہ کیا جادو ہے جو تم پر چل گیا۔ اور ایسا چلا کہ صدق و کذب۔ حق و باطل۔ راستی اور ناراستی کی تمیز ہی جاتی رہی۔ تم تو بڑے شعور اور دانش کے مدعی ہو۔ فلسفۂ مذاہب پر تمہیں عبور حاصل ہے۔ مغربی دنیا کو علم و حکمت سکھانے جاتے ہو۔ تمام ادیانِ عالم پر نظر و نقد کرتے ہو۔ مگر یہ کیا بات ہے۔ کہ میرزا جی کی ہر رطب و یابس بلا چوں

چراں تسلیم کر لیتے ہو۔ ایک نہیں دو نہیں۔ ورجنوں پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اور ایسی زبردست پیشگوئیاں جنہیں خود میرزا جی نے اپنی صداقت کا نشان ٹھیرایا۔ مخالفوں کو للکارا۔ کہ آئیں اور انہیں آزمائیں۔ ہمیں ترس آتا ہے تمہارے آقا پر۔ کہ وہ بہت رسوا ہوئے۔ مگر ان سے بڑھ کر تم پر کہ وہی لکیر پیٹے جاتے ہو سنو بڑے میاں، تو یوں فرماتے ہیں :۔

"اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر جائے تو بھی میرے منہ سے نکلی ہوئی پیشگوئی نہ ہیگی جو خالی جائے" (کشتی نوح مٹ)

مگر ایک عالم جانتا ہے۔ اور خود تمہارے دل گواہ ہیں کہ کتنی باتیں میرزا کے منہ سے نکلیں اور پوری نہ ہوئیں۔ جن کی وہ خود جب تک جیتے رہے تاویلیں کرتے رہے۔ اور ایک نہ بن آئی۔ اور آج تک تم نعل در آتش اور سخت کوشاں ہو۔ مگر کوئی کل نہیں بیٹھی۔ میرزا جی کہتے ہیں اور کیا سچ کہتے ہیں۔

"اس کے سوا کوئی ذلت نہیں۔ کہ جو کچھ کہا ہو پورا نہ ہو"

(ضمیمہ انجام آتھم مٹ)

پھر اور پر زور الفاظ میں فرماتے ہیں

"انسان کا اپنی پیشگوئیوں میں جھوٹا نکلنا تمام رسوائیوں سے بڑھ کر ہے"

(دافع الوساوس مٹ)

اس لئے ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ کہ میرزا جی دجّال اور کذّاب تھے انہوں نے اللہ پر افترا باندھا۔ اور بالآخر ذلیل خوار ہوئے۔ رسوا اور بے عزت ہوئے۔ یہ ان کا اپنا ہی فتویٰ ہے۔ جو ان کے حق میں صادق آتا ہے۔ خدا دشمن کو بھی وہ روز بد نہ دکھائے۔ جو میرزا جی کو آتھم کے بچ جانے پر دیکھنا پڑا وہ ذلت جو محمدی بیگم کے ہاتھ نہ آنے پر اٹھانی پڑی۔ وہ حسرت جو اس نیک

خاتون کے غیر کے حبالۂ عقد میں آجانے پر نصیب ہوئی۔ اور ان چند پیشگوئیوں نے جو سطور بالا میں مشتے نمونہ از خروارے ان کے جھوٹا ہونے پر شاہدان ناطق ہیں انہیں ایک جہاں میں بدنام کر دیا۔ میرزا جی نے کہا میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ لیکن ان کے اللہ میاں نے لڑکی بھیجدی۔ بہت شرمندگی ہوئی لیکن تھے پرانے گھاگ۔ بات بنانا خوب جانتے تھے۔ بنا گئے۔ فرمایا کہ میں نے یہ کب کہا تھا۔ کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ دوسری بار پھر لڑکی تولد ہوئی تو کسی خوش اعتقاد نے (خدا اس کا بھلا کرے) یہ کہہ دیا۔ کہ دو اٹھنیاں ملکر روپیہ بن جاتی ہیں ان پیشگوئیوں کو لوگ پڑھتے ہیں۔ اور ہنستے ہیں۔ اور میرزا جی کی فضیحت اور رسوائی ہوتی ہے۔ مگر ماننے والوں پر آفرین۔ قربان جائیں ان کی سادگی اور انکے بھولے پن پر کہ شیشے کے گھروں میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر برساتے ہیں۔ سارے جہاں سے جنگ چھیڑ رکھی ہے

اس سادگی پر کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مسلمانو! خوب یاد رکھو۔ کہ مرزائی گو بظاہر کچھ بھی کہیں اور کتنی ہی بڑیں ہانکیں۔ مگر ان کی بنیاد ریت پر ہے۔ جب میرزا جی کی شخصیت پر ان سے بحث کرو۔ تو وہ کوئی نہ کوئی راہ فرار نکال لینگے۔ یہ ایک ایسا سنگِ گراں ہے جو ان سے اٹھائے نہیں اٹھتا۔ صاف کہو۔ کہ مسلمانانِ عالم اور ان کے ساتھ تمام دنیا کے عیسائیوں کی امیدیں آنیوالے مسیح سے وابستہ ہیں دونوں اپنے اپنے معتقدات کے مطابق اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں اسکی راہ تک رہی ہیں۔ اس لئے دونوں کا حق ہے کہ جب کوئی مسیح کے نام پر آئے تو اس کا امتحان لیں۔ آزمائیں۔ اور اگر وہ سچا مسیح ہو تو اس کی پیروی کریں

اسی لئے میرزا جی نے سب قوموں کو صلائے عام دی۔ اور بالخصوص مسلمانوں اور عیسائیوں کو کہا کہ جس کے تم منتظر ہو وہ آگیا۔ اس کو آزماؤ۔ پھر جو حق خود میرزا جی نے مسلمانوں اور عیسائیوں کو دیا ہے کیا کوئی مرزائی وہ ان سے چھین سکتا ہے ہر مسلمان اور عیسائی کا حق ہے۔ کہ میرزا جی کے دعاوی اور انکی پیشگوئیوں کی جانچ پڑتال کرے۔ ان کے قول اور فعل پر نظر ڈالے اور ہر جہت سے اپنی تسلی کرے۔ کیونکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے

پھر میرزا جی کا ارشاد ہے:۔

"میرا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہو سکتا" (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۲۸۸)

اب یہ طریق امتحان ایسا ہے۔ کہ کسی مخالف یا موافق کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور مرزائیوں کو بالخصوص۔ کیونکہ یہ میرزا جی کا اپنا پیشکردہ طریق ہے۔ اسی لئے میرزا جی کی پیشگوئیوں اور صرف پیشگوئیوں پر مرزائیوں سے بحث کرو۔ کوئی مرزائی بطیبِ خاطر اس کے لئے تیار نہ ہو گا۔ یہ ایک تیر بہدف اور مجرّب نسخہ ہے۔ کارگر نہ ہو تو کہنا

ہم نے جناب میرزا کے جھوٹے الہامات اور غلط پیشگوئیوں کی ایک طویل فہرست پیش کردی ہے۔ جن سے حضرت سلامت کا جھوٹا ہونا مہرِ نیمروز کی طرح عیاں ہے۔ اور ان کی نبوتِ کاذبہ کے بخیئے اس طرح ادھیڑ دیئے ہیں۔ کہ اب اس چاک دامان کا رفو محال ہے۔ میرزا جی فرماتے ہیں۔ کہ نبی مشتق ہے نبأ سے۔ جس کے معنے پیش خبریاں ہیں۔ گویا نبی وہ ہے جو آئندہ کی نسبت خبر دے اور اس کی خبریں سچّی نکلیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ کسی ایک

پیشگوئی کا سچا نکلنا۔ ثبوتِ نبوّت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نبی وہ ہے جس کی سب پیشگوئیاں سچی نکلیں۔ میرزا جی خود ہی فرماتے ہیں۔ کہ "دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں۔ کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں۔ اور بارہا ان کی کوئی نہ کوئی خبر سچی نکلی ہے۔"

براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۴۔ پس مدعی نبوت کی ایک بات بھی ایسی نکل آئے جو پوری نہ ہو تو اس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ سالبہ جزیہ موجبہ کلیّہ کی نقیض ہوتا ہے۔ ان کا تو دعوےٰ ہے۔ کہ میرا نطق میری خواہش سے نہیں۔ بلکہ خدا کی مرضی سے بولتا ہوں۔ اور واقعات آئندہ کی خبر بھی وہ خدا سے پاکر دیتے تھے۔ اور خدا کی دی ہوئی خبر کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا۔ واقعات نے بتا دیا۔ کہ یہ سب ان کے نفس کا مکر و فریب ہے۔ اور انہوں نے خود اپنی پیشگوئیوں کی درگت اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ اور انہیں اسی جھوٹ کے باعث بہت شرمسار ہونا پڑا!.... کس زور اور تعلّی کے ساتھ کہا تھا۔ کہ یوں ہوگا اور نہ ہوا۔ پھر ایک اور عذر کیا۔ اور سبحان اللہ کیا ہی عمدہ عذر ہے۔ کہ سب نبیوں کی بعض اوقات "پیشگوئیاں" جھوٹی نکلتی رہیں۔ اضطراب و بے چینی بھی کیا بلا ہے۔ ہوش و خرد رخصت ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ :۔

> حضرت عیسٰے علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کوئی روئے زمین پر ہے۔ جو اس عقدہ کو حل کر دے ؟"
>
> (اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)
>
> حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اسی صورت سے ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ جس صورت میں حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی

تھی "ازالہ اوہام ص‌‌‌ش)

"حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام غلط نکلے"

(ملخصاً" ازالہ اوہام ص۶۶۸-۶۶۹)

"ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے۔ اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ اسی میدان میں مر گیا" ازالہ اوہام ص۶۶۹

اب یہ جو کچھ میرزا جی نے کہا ہے ہر گرچہ غلط اور بیہودہ ہے لیکن کہا اس لئے گیا۔ کہ لوگ ان کی پیشگوئیوں کے جھوٹے نکلنے پر اعتراض نہ کریں۔ اور سمجھیں کہ الوالعزم انبیا کی پیشگوئیاں غلط نکلتی ہیں تو میرے حق میں ایسا ہونا کونسا محلِ اعتراض ہے۔ یہ عذر نہایت لغو اور پوچ ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ میرزا جی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کی پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ اور پچھلے نبیوں کی نظیر تلاش کرتے ہیں اور یہی ہمیں ثابت کرنا تھا۔ جو ہم واقعات سے بھی کر چکے۔ اور میرزا جی کے اقرار سے بھی۔ ہاں اس سے ہمیں انکار ہے کہ خدا کے سچے نبیوں نے پیشگوئی کی ہو۔ خدا سے خبر پاکر کی ہو۔ پھر اسے اپنی صداقت کا نشان ٹھیرایا ہو۔ اور وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہو۔ یہ تو جھوٹے نبیوں کی علامت ہے۔ پھر آپ کے جھوٹا ہونے میں کونسی کسر ہے مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق حضرت عیسٰے علیہ السلام کے ظہور سے قبل تیس دجالوں کا آنا ضرور ہے۔ جن میں سے ہر ایک کہیگا۔ کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اور عیسائیوں کو بھی خبر دی گئی ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہونگے۔ اور ان دونوں نے آپ کو نہایت اچھی طرح پہچان لیا۔

ان اوراق میں ہم نے جہاں تک ممکن ہو سکا۔ میرزا جی کی سیرت کو اُن کے اپنے الفاظ اور واقعات کی بنا پر بیان کر دیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ میں مسیح ہوں۔ کون مسیح؟ جس کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ گالیاں کھا کر گالی نہ دیتا تھا۔ جو دشمنوں کو باوجود اُن کی شدید عداوت اور مخالفت کے پیار کرتا تھا۔ جو نہ سہمتا تھا اور نہ ایل بہ کرم ہوتا تھا۔ وہ مسیح جو لذّاتِ دنیوی سے مجتنب رہا۔ نہ گھر بنایا۔ نہ کھانے پینے کی فکر کی۔ اور نہ شادی کی۔ بلکہ پاک اور بے عیب زندگی بسر کر دی۔ اُنیس سو برس ہوئے۔ جب وہ مسیح آیا تھا۔ اور اب پھر اس کی آمدِ ثانی کی امید میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی آنکھیں فرشِ راہ ہیں۔ لیکن اسکے نام پر کون آیا؟ گالیاں دینے والا وبائیں پھیلانے والا جس کی نسبت کسی نے کہا کہ پنجاب میں طاعون کے ساتھ پیدا ہوا" جو دنیا اور اس کی خواہشات میں غرق رہا۔ مال و متاع جمع کیا۔ اچھا کھایا۔ اور اہتمام کے ساتھ کھایا۔ "پلاؤ، قورمہ۔ بادام روغن یاقوتی وغیرہ ملذذات سے عیش اُڑاتا رہا" جس نے کئی بیاہ کئے۔ اور بیاہ شادیوں سے جی نہ بھرا۔ آخر ایک مغل زادی کی خواہشِ تزویج میں جان دیدی۔ اگر ناظرین اسی قسم کے مسیح کے منتظر تھے۔ تو انہیں مژدہ ہو۔ کہ وہ قادیان میں آچکا بلکہ ایک گندہ لٹریچر چھوڑ کر اس جہان سے چل بسا۔ اور اگر ایسا شخص مسیح الدجّال ہے اور سچّے مسیح کو ہنوز آنا ہے تو آؤ ہم سب مل کر دعا کریں۔

جلد آ ماہِ کرامت جلد آ

المساواۃ فی الاسلام

کسی ملک کے امن و اطمینان اور اہل ملک کی خوش حالی و فارغ البالی کا تمام تر انحصار اس امر پر ہے۔ کہ ان کے درمیان کامل اعتماد موجود ہو۔ ہندوستان اس نعمت سے محروم ہے۔ اور صرف اس لئے کہ اہل غرض افراد نے ہمارے روبرو ہمارے مذہبوں کو ایسی مکروہ صورت میں پیش کیا ہے۔ کہ ان کے مقلد ہوتے ہوئے ہم محبت، خلوص اور رواداری کا تصور بھی نہیں کر سکتے "پیروان اسلام فطرۃً خون آشام ہوتے ہیں" "اسلام اپنے محاسن کی بدولت نہیں بلکہ شمشیر کی قوت سے شائع ہوا" وغیرہ وغیرہ صدہا ایسے الزامات عائد کئے گئے ہیں جن کی تردید کے لئے مسلسل مساعی کی ضرورت ہے۔

المساواۃ فی الاسلام

میں قرآن مجید سے لیکر نویں صدی عیسوی کے آغاز تک کے اسلامی حکمراں خاندانوں کی تاریخ سے ایسے تمام احکام و حالات جمع کر دئے ہیں جن سے انکی اور اسی قسم کے دیگر الزامات کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اور ہر شخص بآسانی معلوم کر سکتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کیساتھ کس درجہ رواداری کا حکم فرمایا ہے۔ اور اسلام کے عہد عروج و اقبال میں اور اس کے بعد بھی مسلمانوں نے کس پابندی کیساتھ اس تعلیم پر عمل کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اگر ایک طرف غیر مسلموں پر مذکورہ بالا حقیقت منکشف ہوتی ہے تو دوسری طرف عامۃ المسلمین بھی اس حقیقت سے واقف ہو سکتے ہیں کہ ان کے اسلاف کے کارنامے کس درجہ وقیع تھے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک (عہ)

ملنے کا پتہ:۔ افتخار احمد آزاد پریس نہٹور (یوپی)